يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة الا بامارة (دارمی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: مجتہد العصر محقق دوراں حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

بانی: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 7 | جمعۃ المبارک 12 تا 18 دسمبر 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

سیدنا یوسف علیہ السلام کی دعوت

جیل میں قید سیدنا یوسف علیہ السلام کے دو ساتھیوں نے جب اپنے خوابوں کی تعبیر پوچھی تو آپ نے انھیں تعبیر سے پہلے دعوت توحید دیتے ہوئے فرمایا: وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ. يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ. ”اور میں نے اتباع کی ہے اپنے باپ دادا، ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے دین کی لہٰذا ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں، یہ اللہ کا ہم پر اور (سب) لوگوں پر فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ میرے قید خانے کے دو ساتھیو! بھلا کئی جدا جدا معبود بہتر ہیں یا ایک زبردست اللہ؟ تم اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ نام ہی تو ہیں جو خود تم نے اور تمھارے آباء و اجداد نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں کی، حکم (اور قدرت) صرف اللہ ہی کا حق ہے اسی نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔“ (یوسف: 40-39) یقیناً جو شخص راہ ہدایت اختیار کرتے ہوئے پیغمبروں کی اتباع کرے اور گمراہوں کی پیروی سے اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نعمت ہدایت سے لبریز فرما دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا یوسفؑ کی دعوت بھی یہی تھی کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں اور ان تمام بتوں کو ترک کر دیں جنھیں ان کی قوم پوجتی ہے جبکہ اللہ کی عزت و جلال اور عظمت اقتدار کے سامنے ہر چیز عاجز و ماندہ ہے اور جنھیں تم الٰہ قرار دیتے ہو وہ سب اللہ کی مخلوق ہیں اور مخلوق کبھی خالق کا درجہ نہیں پا سکتی اس لیے حکم، تصرف، مشیت اور بادشاہت صرف اللہ ہی کی ہے۔ لہٰذا توحید کو اختیار کرو اور اخلاص کے ساتھ نیک و صالح عمل بجا لاؤ یہی وہ سیدھا دین ہے جسے اختیار کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اسے ہی وہ پسند فرماتا ہے۔

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ "سیدنا عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے فال نکالی یا جس کے لیے فال نکالی گئی، جس نے کہانت کی یا جس کے لیے کہانت کی گئی، جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا، جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی گویا اس نے وحی کا انکار جو رسول اللہ ﷺ پر اتاری گئی تھی۔" (صحیح الترغیب والترھیب کتاب الادب وغیرہ، باب الترغیب من السحر ج3 ص170 رقم الحدیث: 3041 مسند البزار ج9 ص52 رقم الحدیث: 3578)

معاشرے کو جرائم سے پاک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائے اگر آپ ﷺ کی ہدایات کو نظر انداز کر کے کوئی قیام امن کی کوشش کرے تو یہ اس کی بہت بڑی غلط فہمی ہوگی کیونکہ آپ ﷺ نے جرائم کے خاتمے کے لیے ہر اس چیز کا قلع قمع کرنے کا حکم دیا ہے جس سے لوگوں میں افراتفری اور بے چینی پیدا ہوتی تھی، ان میں سے ایک جادو بھی ہے اور جادو کی تعریف کرتے ہوئے امام لیث ؒ فرماتے ہیں: جادو اس عمل کا نام ہے جس میں پہلے شیطان کا قرب حاصل کیا جاتا ہے پھر اس سے مدد لی جاتی ہے۔ (تہذیب اللغۃ ج4 ص290)

امام ابن قدامہ ؒ فرماتے ہیں کہ جادو ایسی گرہوں، دم اور کلمات کا نام ہے جنھیں بولا یا لکھا جاتا ہے یا جادوگر اس کے ذریعے ایسا عمل کرتا ہے جس کے باعث اس شخص کا بدن اور دل متاثر ہوتا ہے جس پر جادو کرنا مقصود ہو اور اس کے ذریعے انسان کو قتل اور بیمار، میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات میں رکاوٹ بھی ڈالی جاسکتی ہے اور ان کے درمیان محبت اور نفرت بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔ (مغنی ابن قدامہ ج12 ص299)

جادوگر جنات اور شیاطین سے مدد حاصل کر کے لوگوں کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ جن اور شیاطین جادوگروں سے ویسے ہی خوش نہیں ہوتے یقیناً انھیں خوش کرنے کے لیے جادوگر کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں جبکہ سب سے بڑا گناہ شرک ہے لہٰذا وہ (جنات وشیاطین) ان سے شرک اور کفریہ کام ضرور کرواتے ہیں جس قدر جادوگر کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو جنات بھی ان سے تعاون بڑھاتے چلے جاتے ہیں کیونکہ جادو کی بنیاد ہی ذات باری تعالیٰ کے انکار اور اس کے احکام کی صریح نافرمانی پر ہوتی ہے، اسی لیے جادوگر بسا اوقات رشتوں کی حرمت بھی پامال کرتے نظر آتے ہیں چونکہ اس کے تمام افعال شیطانی اور شریعت اسلامیہ کے خلاف اور معاشرے میں مختلف قسم کے جرائم پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ (بقیہ ص:6)

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
منیجر: حافظ عبدالظاہر عاذب 0300-4001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: ذوالفقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 7
نبی کریم ﷺ بحیثیت...... 10
وحی الٰہی کا واضح انکار 15

زرتعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

جمعہ کے دن تعلیمی اداروں اور سرکاری دفاتر کے اوقات کار درست کیے جائیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ایمان والوں کے لیے جہاں یومیہ عبادات کا شیڈول عطا فرمایا ہے وہاں کچھ عبادات ہفتہ وار مقرر کی ہیں اور اس دن کو عبادت کے لیے خاص کر دیا ہے۔ یہودیوں کے یے ہفتہ کا دن عبادت کے لیے مقرر کیا گیا جبکہ نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن مقرر ہوا۔ مسلمانوں کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جمعہ کا دن مقرر فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہفتے کے سات دنوں میں سے جو دن اللہ تعالیٰ کو انتہائی پسند ہے وہ ہمیں عبادت کے لیے عطا فرمایا۔ مسلم شریف کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے، اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اس دن وہ جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن وہ زمین پر اتارے گئے اسی دن قیامت قائم ہوگی، جمعہ کے دن میں ہی وہ مبارک ساعت رکھی گئی ہے جس میں کوئی اہل ایمان میں سے اپنے رب سے بھلائی کا سوال کرے تو اسکی دعا قبول کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن نماز جمعہ سے قبل سورۃ الکہف پڑھنے کی تلقین فرمائیں۔

مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ جس شخص نے سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھی اس کے لیے وہ آنے والے جمعہ تک نور ہے۔ حافظ ضیاء مقدسی کی کتاب المختارہ میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا وہ ہفتہ بھر ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ نماز جمعہ ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد پر فرض ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ جمعہ کے چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ دل غافل ہو جائیں گے۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سستی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دیے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

مسلم شریف کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ جمعہ کی نماز سے پیچھے رہتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ کسی شخص کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں۔ امام شافعیؒ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت بیان کی ہے کہ جو شخص بلاوجہ جمعہ چھوڑ دیتا ہے اُسے ایک ایسی کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جو نہ مٹائی جاتی ہے اور نہ تبدیل کی جاتی ہے۔ یہودیوں کو حکم تھا کہ ہفتے کے دن کو عبادت کے لیے خاص کر لیں اور کاروبار نہ کریں۔ سمندر کے کنارے آباد ماہی گیروں نے جب دیکھا کہ چھ دن میں مجموعی طور پر اتنی مچھلیاں نہیں آتیں جتنی ہفتے کے دن آتی ہیں۔ کمائی کے لالچ میں اپنے اپنے حوض بنا لیے، ہفتے کے دن ان حوضوں کو مچھلیوں سے بھر لیتے اور اتوار کو جال لگا کر پکڑ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حیلہ سازی کی وجہ سے ان کی شکلیں مسخ کر ڈالیں اور انھیں بندر اور خنزیر بنا ڈالا۔ اُمت مسلمہ کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اے ایمان والو! جب تمھیں یوم جمعہ کو نماز یعنی نماز جمعہ کے لیے پکارا جائے یعنی اذان کہی جائے تو خرید وفروخت چھوڑ کر جلدی جلدی اللہ کے ذکر یعنی نماز جمعہ کے لیے پہنچو۔ جب خرید وفروخت سے اللہ تعالیٰ حکماً روک دیں تو پھر وہ خرید وفروخت ایک مسلمان کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے اسی لیے اذان جمعہ سے قبل زوراء کے بازار میں اذان کا اہتمام کرایا تھا تا کہ دوکاندار لوگ آگاہ ہو جائیں کہ اذان جمعہ قریب ہے اور جلد از جلد اپنی دکانیں بند کرنے کی فکر کریں۔

اُمت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہمیں نماز جمعہ سے پہلے بھی اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد بھی اپنا کاروبار معیشت جاری رکھنے کی اجازت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کے لیے نماز جمعہ کی اہمیت واضح کرنے کے لیے ایک مکمل سورۃ الجمعہ کے نام کے ساتھ نازل فرمائی۔ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سورۂ مبارکہ میں اہل ایمان کو نماز جمعہ کے لیے یہ حکم فرمایا کہ جب نماز جمعہ کے لیے پکارا جائے یعنی اذان کہی جائے تو خرید وفروخت بند کر دو اس کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب نماز جمعہ ادا کر چکو تو اب اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو یہاں فضل سے رزق حلال مراد ہے۔ جس کی تگ ودو، محنت ومشقت کے لیے اللہ تعالیٰ نے رخصت دی۔ مدینہ منورہ میں ایک دفعہ قحط کی کیفیت تھی کچھ تاجر غلہ لے کر آئے، ظاہر ہے وہ مسجد نبوی کے سامنے زوراء کے بازار میں لائے ہوں گے، اس وقت رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو کچھ صحابہ کرامؓ نے اس خیال سے کہ ہمارے نماز جمعہ کی ادائیگی تک غلہ سارے کا سارا فروخت نہ ہو جائے، خطبہ کے دوران اٹھ کر غلہ خریدنے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں اس عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر سب لوگ ہی اٹھ کر چلے جاتے تو تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاتا یعنی خطبہ جمعہ کو ترک کر کے کاروبار کرنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج پاکستان کے بڑے شہر کراچی، لاہور وغیرہ میں مارکیٹیں بروز جمعہ کھلی رہتی ہیں ان کا موقف یہ ہے کہ چھوٹے شہروں میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کے دن ہوتی ہے لہٰذا وہ خریداری کے لیے بڑے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ جمعہ کے دن کاروبار کرنے کی ممانعت نہیں ہے لیکن نماز وخطبہ کے اوقات میں کاروبار بند رکھنے کا حکم ہے مگر تاجر جب دوکان کھول لیتا ہے تو پھر گاہکوں کا لالچ اسے دوکان بند کرنے نہیں دیتا۔

ایک اسلامی مملکت میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ نماز جمعہ کے لیے مارکیٹیں بند رکھنے کا حکم جاری کرے جب حکومت نے ہر دوکاندار کو ہفتہ میں ایک دن دوکان بند رکھنے کا حکم دیا ہے تو بہتر یہی ہے کہ سارے ملک میں بازاروں کی یوم تعطیل ہو، یہود ونصاریٰ اپنے عبادات کے ایام میں اپنے ممالک میں پورا دن تعطیل کرتے ہیں کیونکہ انھیں سارا دن کام کاج کی ممانعت ہے ہم مسلمان ہو کر اتنا نہیں کر سکتے کہ نماز جمعہ کے لیے ڈیڑھ گھنٹے دوکان بند کر لیں یہ تو تاجر اور صنعتکار لوگوں کا معاملہ ہے۔

میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے تعلیمی اداروں اور سرکاری دفاتر جو کہ خالصتاً حکومتی کنٹرول میں ہیں ان کا نظام الاوقات حکومت تیار کرتی ہے اس طرف نہ صرف حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں بلکہ عامۃ الناس اور علمائے کرام سے بھی اپیل ہے کہ وہ اس سلسلہ میں حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ جمعہ کے دن دفتری اوقات عدالتوں تعلیمی اداروں کے اوقات بارہ سے ساڑھے بارہ بجے تک ہیں۔ خطبہ جمعہ سامعین کی دینی تعلیم وتربیت کا ذریعہ بھی ہے۔ بہت سے مسائل جو عوام نہیں جانتے ہیں خطبات جمعہ کے ذریعے ان کو معلوم ہوتے ہیں۔

ایک مسلمان کیلئے شب و روز پیش آنے والے دینی معاملات کا علم فرض ہے، دوسری طرف مسائل معلوم تو ہوتے ہیں خطبہ جمعہ میں خطیب فکر آخرت، رزق حلال، باہم حقوق وفرائض کی ادائیگی یعنی اسلام کے احکام بیان کرتا ہے تو وہ دلوں سے غفلت دور کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ مسائل معلوم ہوتے ہیں لیکن اکثر اوقات خطیب کا بات کرنے کا انداز ایسا ہوتا ہے جو دل پر اثر کرتا ہے یعنی نوجوان نسل کی ان خطبات کے ذریعے نہ صرف دینی تعلیم بلکہ اپنے دین سے لگاؤ اور محبت پیدا کی جاتی ہے۔

اب یہ خطیب کا فرض ہے کہ وہ خطبہ جمعہ کو قصے کہانیوں کی بجائے سامعین کو دین کی طرف راغب کرنے ان کے عقیدہ وعمل کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ بارہ ساڑھے بارہ بجے سکول، کالج، یونیورسٹی، دفاتر، عدالتیں بند کر کے جب طلباء، ملازمین گھروں تک پہنچتے ہیں تو نماز جمعہ ختم ہو جاتی ہے۔ بڑے شہروں میں ٹریفک کے مسائل اس قدر ہیں کہ جلدی پہنچنا ممکن نہیں ہوتا، اکثر مساجد میں خطبہ جمعہ ساڑھے بارہ بجے شروع ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں وکلاء، طلباء، ملازمین نماز جمعہ سے نہیں تو کم از کم خطبہ جمعہ سے ضرور محروم ہو جاتے ہیں اکثر طلباء وملازمین پابند صلوٰۃ ہوتے ہیں وہ بے چارے پریشان ہوتے ہیں اور آ کر ہم سے مسائل سے پوچھتے ہیں کہ اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کی بناء پر نماز جمعہ سے محروم رہ جاتے ہیں اب کیا کریں۔؟

حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایک اسلامی ملک میں اپنے ملازمین کو نماز جمعہ کی سہولت فراہم کرے ورنہ حکمران عنداللہ مجرم ہوں گے اور پھر لاکھوں طلباء اور ملازمین کی نماز جمعہ سے محرومی کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ تعلیمی اداروں، عدالتوں، سرکاری دفاتر کو جمعہ کے دن گیارہ بجے تک چھٹی کر دے تاکہ تمام طلباء، ملازمین اطمینان کے ساتھ نماز جمعہ کی ادائیگی کر سکیں۔

یہود ونصاریٰ اپنے اپنے ایام عبادت ہفتہ اور اتوار کو مکمل تعطیل کرتے ہیں۔ حکومت کا موقف ہے کہ ہم بروز جمعہ تعطیل عام اس لیے نہیں کرتے کہ بین الاقوامی مالیاتی اداروں، بینکوں سے ہمارا تین دن تک رابطہ منقطع ہو جاتا ہے۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ ضرور جمعہ کے دن مکمل طور پر تعطیل کرے کم از کم ایک مسلمان حکومت کو مسلمان ملک کے مسلمان ملازمین اور طلباء کا اتنا تو خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اطمینان اور سکون کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر سکیں، باقی تجارتی ادارے بینک، مالیاتی ادارے نماز جمعہ کے بعد بھی اپنا کام جاری رکھ سکتے ہیں اس وقت بھی بینک نماز جمعہ کے وقفہ کے بعد کاروبار کر رہے ہیں۔

حکمرانوں کو اللہ کا خوف کھانا چاہیے کہ پہلی امتوں نے عبادت کے دن کاروبار کیا تو اللہ نے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی اللہ تعالیٰ میری امت کی شکلیں تبدیل نہ کرنا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اتنے بے خوف ہو جائیں کہ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کے لیے سرکاری ملازمین کو سہولت بھی فراہم نہیں کریں، کتنے ہی ملازمین بے چارے اپنے محلے کے خطباء کی منت سماجت کر رہے ہوتے ہیں کہ نماز جمعہ کا وقت مؤخر کر دیا جائے تاکہ وہ خطبہ نہ سہی کم از کم نماز جمعہ میں تو شامل ہو سکیں۔ میری علماء اور خطباء سے بھی گزارش ہے کہ حکومت سے اس سلسلہ میں بھرپور مطالبہ کیا جائے۔

□□□

الاستفتاء

بستی میں نماز جمعہ پڑھنے کا شرعی حکم

سوال: ہماری بستی کوٹ صوبیدار صادق حسین میں پہلے مسجد نہیں تھی اب تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل وہاں مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ بستی تقریباً 35 گھروں پر مشتمل ہے اس لیے ہم وہاں نماز جمعہ ادا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ نماز ظہر اور عصر کے وقت دس کے قریب اور باقی تین نمازوں میں 25 سے 30 آدمی ہوتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ کیا ہم وہاں نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سائل: محمد سرور صدیقی، کوٹ صوبیدار صادق حسین نزد کھڈیاں ضلع قصور

الجواب بعون الوہاب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ الْبَحْرَيْنِ

''رسول اللہ ﷺ کی مسجد (نبوی) کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو عبدقیس کی مسجد میں ہوا جو کہ ملک بحرین کے جواثا مقام میں واقع تھی۔'' (بخاری بشرح الکرمانی باب الجمعۃ فی القری والمدن ج 6ص 15 رقم الحدیث: 892) امام ابوداودؒ یہ روایت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بِجُوَاثَاءَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ. ''جواثا، بحرین کی بستیوں میں سے ایک بستی تھی۔'' (ابوداود باب الجمعۃ فی القری ص 280 رقم الحدیث: 1068)

سیدنا عمر فاروقؓ نے اہل بحرین کی طرف لکھا: جَمِّعُوا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ ''تم جس مقام پر بھی ہو وہاں جمعہ ادا کرو۔'' (فتح الباری کتاب الجمعۃ ج 2ص 380) اسی طرح ولید بن مسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے لیث بن سعدؒ سے سوال کیا بستیوں میں جمعہ ہو جاتا ہے؟ انھوں نے مجھے فرمایا کہ ہر وہ مقام جہاں جماعت ہو سکتی ہے وہاں جمعہ بھی ہو سکتا ہے۔

(فتح الباری کتاب الجمعۃ ج 2ص 380)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ عہد فاروقیؓ و عثمانیؓ میں اہل مصر اور اس کے آس پاس بستیوں والے اپنی اپنی بستیوں میں جمعہ ادا کیا کرتے اور ان بستیوں میں اصحاب رسول بھی موجود تھے، وہ بھی ان کے ساتھ بستیوں میں ہی نماز جمعہ ادا کرتے۔

(فتح الباری کتاب الجمعۃ ج 2ص 380)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ''اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم کاروبار چھوڑ کر جمعہ کے لیے آ جاؤ، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم اس کی حقیقت کو جان لو۔'' (الجمعۃ: 9) اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو اذان سنتے ہی جمعہ کے لیے آنے کا حکم دیا ہے وہ شہروں کے رہنے والے ہوں یا دیہاتوں کے باسی ہوں اس میں کوئی فرق نہیں سب اس حکم میں شامل ہیں۔

حدیث نبوی ہے: عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ طارق بن شہابؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلام، عورت، نابالغ اور مریض کے علاوہ ہر مسلمان پر جمعہ حق اور واجب ہے۔

(ابوداود باب الجمعۃ للمملوک والمرأۃ ص 185 رقم الحدیث: 1067)

دوسری روایت میں ہے: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ أَبِيهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ عَنْ أَبِيهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِأَسْعَدَ

بْنِ زُرَارَةَ فَقُلْتُ لَهُ: إِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِي هَزْمِ النَّبِيتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ فِي نَقِيعٍ يُقَالُ لَهُ: نَقِيعُ الْخَضِمَاتِ قُلْتُ: كَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ: أَرْبَعُونَ. ''عبدالرحمن نے اپنے والد حضرت کعبؓ سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ جمعہ کی اذان سنتے ہی سعد بن زرارہ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں؟ کعب بن مالکؓ نے جواب دیا: سعد بن زرارہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے نقیع خضمات کے کنکریلے علاقہ میں بنو بیاضہ کی بستی ہضم بیت میں ہمیں نماز جمعہ پڑھائی تھی اوراس وقت ہماری تعداد چالیس تھی۔'' (ابوداود ابواب الجمعة باب الجمعة فی القرى ص 185 رقم الحديث: 1069)

حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں: وَمِنْ أَعْظَمِ الْبُرْهَانِ عَلَيْهِمْ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ أَتَى الْمَدِينَةَ وَإِنَّمَا هِيَ قُرًى صِغَارٌ مُفَرَّقَةٌ بَنُو مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فِي قَرْيَتِهِمْ حَوَالَيْ دُورِهِمْ أَمْوَالُهُمْ وَنَخْلُهُمْ وَبَنُو عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ فِي دَارِهِمْ كَذَلِكَ وَبَنُو مَازِنِ بْنِ النَّجَّارِ كَذَلِكَ وَبَنُو سَالِمٍ كَذَلِكَ وَبَنُو سَاعِدَةَ كَذَلِكَ وَبَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ كَذَلِكَ وَبَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَذَلِكَ وَبَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ كَذَلِكَ وَسَائِرُ بُطُونِ الْأَنْصَارِ كَذَلِكَ فَبَنَى مَسْجِدَهُ فِي بَنِي مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَجَمَّعَ فِيهِ فِي قَرْيَةٍ لَيْسَتْ بِالْكَبِيرَةِ وَلَا مِصْرَ هُنَالِكَ. ''دیہات میں جمعہ کی ادائیگی پر بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ جب نبی ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت مدینہ منورہ شہر نہیں تھا بلکہ یہ چند متفرق بستیوں پر مشتمل تھا، آپ ﷺ نے بنو مالک بن نجار کے محلہ میں اپنی مسجد تعمیر کی اور اسی مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائی، یہ بستی بہت بڑی بھی نہ تھی اور نہ ہی شہر تھا۔ (محلی ابن حزم فصل احکام صلاة الجمعة ج3 جزء5 ص54)

صورت مسئولہ میں جہاں نماز باجماعت ادا کی جاسکتی ہے وہاں جمعہ بھی پڑھا جاسکتا ہے کیونکہ مسجد نبوی کے بعد بحرین کی ایک چھوٹی سی بستی جواثا میں سب سے پہلے جمعہ شروع کیا گیا، اگر بستی میں جمعہ پڑھنا ناجائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کبھی بھی مدینہ منورہ میں نماز جمعہ ادا نہ کرتے کیونکہ اس وقت جہاں مسجد نبوی تعمیر کرکے جمعہ ادا کیا گیا وہ شہر نہیں تھا بلکہ ایک چھوٹی سی بستی تھی اسی طرح صحابہ کرامؓ بھی بستیوں میں جمعۃ المبارک ادا نہ کرتے لہٰذا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طرز عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بستیوں اور دیہاتوں میں جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے اس کی ممانعت پر شرعاً کوئی دلیل نہیں اس لیے مذکورہ بستی میں فوراً جمعۃ المبارک کے خطبہ کا اہتمام کیا جائے تاکہ لوگوں کے لیے آسانی ہو اور وہ اس اہم فریضہ کے تارک بھی نہ ہوں۔ فقط

بقیہ: درس حدیث

شریعت مطہرہ نے ایسے افعال کا ارتکاب کرنے والوں کو معاشرے کا ناسور قرار دیتے ہوئے دنیا میں ان کی سزا قتل رکھی ہے اور آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے جنت کی محرومی کی وعید سنائی گئی ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ ''تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے (۱) شراب نوشی میں ہیشگی کرنے والا (۲) رشتہ داری توڑنے والا (۳) جادو کی تصدیق کرنیوالا'' (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد ج32 ص339 رقم الحديث: 19569) اس قبیح فعل کو علماء نے متفقہ طور پر حرام اور معاشرے کے امن کو تہہ وبالا وبرباد کرنے والا ناسور قرار دیا ہے کیونکہ اسی وجہ سے معاشرے میں ایسے مختلف جرائم جنم لیتے ہیں جن سے معاشرہ دن بدن بگڑتا چلا جاتا ہے اور پھر ہر طرف بے چینی وپریشانی اور افراتفری دکھائی دیتی ہے۔ امام ذہبیؒ جادو کو تیسرا کبیرہ گناہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جادو اس لیے کبیرہ گناہ ہے کہ اسے کرنے والا لازماً کفر کا ارتکاب کرتا ہے (کتاب الکبائر ص14)

نبی رحمت ﷺ کی بعثت کا مقصد انسانیت کو ہلاکت سے بچانا تھا اسی لیے انھوں نے انسان کو ہلاک کردینے والی سات چیزوں میں سے جادو کو دوسرے نمبر پر بیان فرما کر اہل ایمان کو اس سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 36)

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ
يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي
مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ (88) قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ
كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا يَكُونُ لَنَا
أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا
عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ
خَيْرُ الْفَاتِحِينَ (89) وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ
لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ (90) فَأَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ (91) الَّذِينَ كَذَّبُوا
شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ
الْخَاسِرِينَ (92) فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ
رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ
(93)

"قوم شعیبؑ کے متکبر سردار کہنے لگے کہ اے شعیب! ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے ضرور نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں لوٹ آؤ گے، شعیب علیہ السلام نے کہا کہ کیا (ہم تمھارا دین اپنالیں) اگر چہ ہم (اس سے) کراہت کرتے ہیں؟ (88) ہم نے گویا اللہ پر جھوٹ باندھا اگر ہم تمھارے دین میں لوٹ آئیں جبکہ اللہ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے اور ہمارے لیے لائق نہیں کہ ہم اس میں لوٹ آئیں مگر یہ کہ اللہ ہمارا رب چاہے ہمارے پروردگار نے ہر چیز کو (اپنے) علم سے گھیر رکھا ہے اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا، اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے اور ہماری (کافر) قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمادے اور تو ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (89) قوم شعیب کے کافر سردار کہنے لگے کہ اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی کی تو یقیناً تم ضرور خسارہ پانے والے ہو گے۔ (90) پھر انھیں زلزلے نے آ پکڑا چنانچہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے۔ (91) اور جن لوگوں نے سیدنا شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا گویا وہ اس میں آباد نہ ہوئے تھے اور جن لوگوں نے سیدنا شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا وہی خسارہ اٹھانے والے تھے (92) پھر وہ ان سے واپس لوٹا اور اس (سیدنا شعیب علیہ السلام) نے کہا اے میری قوم! بلاشبہ یقیناً میں نے تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے تھے اور میں نے تمھاری خیر خواہی بھی کی تو میں کفر کرنے والوں پر کیسے افسوس کروں گا؟ (93)

مشکل الفاظ کے معانی

إِنْ عُدْنَا	اگر ہم لوٹ آئیں
افْتَحْ	فیصلہ فرما
الرَّجْفَةُ	زلزلہ
جَاثِمِينَ	وہ گرے پڑے تھے
آسَى	میں غم نہ کروں

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات میں شعیبؑ کا اپنی قوم کو دعوت توحید دینا، ناپ تول میں کمی کرنا اور ہر قسم کے فساد سے روکنا مذکور تھا۔ ان آیات میں اس قوم کی اپنے نبی کو دھمکیوں اور دوبارہ کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنا، اللہ کے نبی ﷺ

اوراہل ایمان کاتوحید پرقائم رہنامذکورہے۔

التوضیح

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ سیدنا شعیبؑ نے اپنی قوم کودعوتِ توحیددی اوریہ قوم پیشہ تجارت سے وابستہ تھی اس لیے ان میں بھی عام دنیادار اور مادہ پرست تاجروں کی طرح ماپ تول میں کمی کرنا رائج ہوگیا تاکہ یہ دنیامیں مالدار ہوجائیں انھوں نے سیدنا شعیبؑ کی دعوت کی کوئی پرواہ نہ کی اوراس دعوت سے انکار کی بنیادی وجہ مادہ پرستی اور تکبرتھی۔ سیدنا شعیبؑ اوراہل ایمان ان کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے تواس لیے قوم کے متکبر سرداروں نے سیدنا شعیبؑ کووارننگ دیتے ہوئے دھمکی: لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ۔ اے شعیب!ہم تجھے اورتیری اس مومن جماعت کواپنے علاقے سے نکال دیں گے،اس لیے تمھارے بچنے کے دوہی راستے ہیں ایک یہ کہ تواور تیرے پیروکاراس دعوت توحیدکوچھوڑدواور دوسرا کہ کہ تم دوبارہ پھر سے اپنے آباء کے دین کو قبول کرلو۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا يَكُونُ لَنَا أَن نَّعُودَ فِيهَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا۔ سیدنا شعیب علیہ السلام نے کفارکی اس خطرناک دھمکی کابڑی تسلی سے جواب دیاکہ تمھاری یہ دونوں باتیں ہمیں نامنظور ہیں،نہ توہم اللہ وحدہ لاشریک کی توحید کے پرچارسے پیچھے ہٹیں گے اورنہ ہی ہم خالص دین کوچھوڑ کرشرک وکفرکی غلاظت سے ناپاک تمھارے مشرکانہ دین کوقبول کریں گے کیونکہ اگرہم توحیدکوچھوڑدیں تواس کاصاف مطلب یہ ہے کہ ہم آج تک جھوٹ ہی بولتے رہے لہذا ہم تمھاری ان دونوں باتوں کوقبول کرنے سے انکاری ہیں کہ اللہ نے توہمیں شرک سے بچاکرعقیدۂ توحیدکی سمجھ دی اور ہم پھرسے اس مشرکانہ عقائد کے حامل دین کوکس طرح اپنالیں؟ ہمارے رب کااختیار اورعلم ہرچیزکوگھیرے ہوئے ہے اورتم جتنی چاہوہمیں تکلیف پہنچاؤ لیکن ہم کسی صورت بھی سچے اورکھرے دین کوچھوڑنے کے لیے تیار نہیں کیونکہ ہماراتوکل اوربھروسہ صرف اللہ وحدہ لاشریک پرہے اورہماری اب اللہ تعالیٰ سے یہی دعاہے:رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ اے ہمارے پروردگار!ہم تیری ہی عبادت کرنے والے ہیں،ہماراتوکل اوربھروسہ صرف ایک تیری ہی ذات پرہے لہٰذاتواپنی رحمت فرماکرہمارے اوراس مشرک قوم کے درمیان حتمی فیصلہ فرمااوران مشرکوں پرغلبہ اورفتح نصیب فرماکیونکہ توہی مددگار اور بہترین فیصلہ کرنے والاہے۔

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ۔

کفارسرداروں کی سازش

جب کفار کے سرکردہ سرداروں نے دیکھا کہ ہماری کسی دھمکی یا وارننگ اوراذیت کاان موحدین پرکوئی اثرنہیں ہورہاتوانھوں نے ایک چال چلی اوراہل ایمان کے حوصلوں کوپست کرنے اوران کی ٹانگیں کھینچنے کے لیے قسمیں کھاکھاکرکہناشروع کردیااگرتم اسی طرح شعیبؑ کے پیچھے لگے رہے توبہت بڑے نقصان سے دوچار ہوجاؤگے۔

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ۔

مشرک قوم پراللہ کاعذاب

سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم نے جب سرکشی،بغاوت اور شرک کوچھوڑنے سے انکارکردیااورسیدنا شعیبؑ اوراہل ایمان کواذیتیں دینے لگے تواللہ تعالیٰ نے ان پرتین طرح کاعذاب نازل کیا۔

اَلظُّلَّةُ: بادل،مشرکین پرسب سے پہلے ایک بادل چھاگیاجس سے آگ کے شعلے اورچنگاریاں نکلنے لگیں۔ اَلصَّيْحَةُ: پھرخطرناک اوردلوں کوہلا دینے والی جگرخراش آواز پیدا ہوئی جس نے ان کے دلوں کوآلیا۔ اَلرَّجْفَةُ: زلزلہ،اسی دوران نیچے سے ایک سخت زلزلے نے انھیں آلیا۔ عذاب کی کیفیت اس قدرسخت تھی کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے کہ تکلیف کم سے کم ہولیکن ان کی تدبیربھی ان کوہلاکت سے نہ

بچا گئی اور وہ رہتی دنیا کے لیے نشان عبرت بن گئے۔

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ. عذاب الٰہی اس قدر سخت تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبوت شعیبؑ کے منکر اس طرح صفحۂ ہستی سے مٹے۔ کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہاں وہ آباد ہی نہ تھے۔ اہل ایمان کو ڈرانے اور دھمکانے والے ایسے نقصان سے دوچار ہوئے کہ جس کی تلافی کی کوئی صورت باقی نہ بچی۔

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ.

سیدنا شعیب علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ہلاک ہوتے دیکھا تو انھیں ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے: يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ اے میری قوم! میں نے تمھیں اپنے رب کا پیغام من وعن پوری دیانتداری سے پہنچا دیا اور ایک ایک چیز کھل کر تمھارے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہو گئی اور تم نے پوری طرح حق و باطل، توحید و شرک اور حلال و حرام وغیرہ کو جان لیا لیکن سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی تم نے حق اور توحید کے راستے کو قبول نہ کیا اور میری نصیحت، دن ورات کی تبلیغ اور وحی الٰہی سے کی جانے والی نصیحت کو تم نے یکسر فراموش کر کے اپنے لیے ہلاکت اور تباہی کے راستہ کو خود ہی منتخب کیا اس کفر و شرک اور بغاوت کا انجام آج تم دیکھ رہے ہو اور تم جیسے بدبخت اسی لائق تھے کہ تمھیں بعد میں آنے والوں کے لیے نشان عبرت بنا دیا جاتا اور تم جیسے بدبخت اس لائق بھی نہیں کہ تم پر کسی قسم کا افسوس کیا جائے لہٰذا میں کیونکر تم جیسے بدبختوں کی ہلاکت پر افسوس کروں؟

اخذ شدہ مسائل

(1) انبیاءؑ اور اہل ایمان کو ہر دور میں اہل کفر و شرک کی طرف سے دھمکیاں ملتی رہیں (2) اہل حق نے ہر دور میں اللہ پر توکل کرتے ہوئے استقامت کی راہ میں آنے والی ہر تکلیف کو بخوشی برداشت کیا (3) سیدنا شعیبؑ نے مشرک و کافر قوم کے بغاوت و شرک پر اصرار کے سبب ان کے لیے بددعا کی (4) اہل مدین عذاب میں ہلاک ہونے کے بعد نیست و نابود قوم کی تصویر بن گئے (5) کفر و شرک اور معصیت پر اصرار کرنے والوں کا انجام عذاب ہی ہے اور ان کی ہلاکت قابل عبرت ضرور ہے لیکن قابل افسوس نہیں۔

□□□

خطبہ جمعۃ المبارک

19 دسمبر 2014 کا عظیم الشان خطبہ جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد اہلحدیث غلہ منڈی تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں

مناظر اسلام، مفسر قرآن

حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ

ارشاد فرمائیں گے۔ (ان شاء اللہ) اہل اسلام سے شرکت کی اپیل ہے۔

(منجانب: قاری محمد ایوب و انتظامیہ جامع مسجد ہذا 0300-7680575)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت ایک مثالی تاجر

محمد طیب معاذ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ ”تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائیں۔“(ابراہیم:1)

بعثتِ محمدی کا بنیادی مقصد انسانیت کو انسانوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں دینا اور جہالت کی تاریکیوں سے بچا کر ان کو واضح منہج ربانی پر چھوڑنا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے جہاں زندگی کے باقی شعبوں میں انقلابی ہدایات دی ہیں وہاں امت کو تجارت کے شعبہ میں بھی اکرم ﷺ نے قولی اور فعلی طریقے سے واضح اور مکمل ہدایات سے نوازا ہے، جس کا مختصر تذکرہ درج ذیل سطور میں کیا جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:﴿وَابْتَغِ فِيْمَا اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ ”جو مال و دولت اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کرو اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کرو اور لوگوں سے ایسے ہی احسان کرو جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو، کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا(القصص:77)اس فرمان میں اللہ تعالیٰ نے حدود و قیود میں رہتے ہوئے کاروباری معاملات میں مشغولیت کی اجازت دی ہے بلکہ دین اسلام نے کسب حلال کو واجب قرار دیا ہے۔

حج دین اسلام کے عظیم ترین ارکان میں سے ایک ہے، اس میں بھی تجارت کو مباح قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ”اگر تم حج کے دوران اپنے پروردگار کا فضل (رزق وغیرہ) بھی تلاش کرو تو کوئی مضائقہ نہیں۔“

(البقرہ:198)

ہاتھ کی کمائی کو رسول اللہ ﷺ نے افضل ترین کمائی قرار دیا ہے جیسا کہ مسند احمد کی روایت ہے:سئل رسول الله ﷺ عن افضل الكسب فقال بيع مبرور و عمل الرجل بيده. ”سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کسی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! کمائی کے ذرائع میں سے کون سا ذریعہ سب سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور دیانت دارانہ تجارت۔“(احمد)

دوسری حدیث میں ارشاد رحمۃ للعالمین ہے:”ما اكل احد طعاما قط خيرا من ان ياكل من عمل يده وان نبي الله داود عليه السلام كان ياكل من عمل يده. ”انسان کا بہترین کھانا وہ ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہے بیشک اللہ کے نبی داود علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔“(صحیح بخاری)

یاد رکھیے! طلب رزق میں اعتدال کی راہ کو نہیں کھونا چاہیے۔ مشہور اسکالر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ رقمطراز ہیں کہ قرآن مجید میں ہے:﴿وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ﴾ ”اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ کچھ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔“(الذاریات:22)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں تمہارا رزق پیدا کر دیا ہے اور جن جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ان سب کا بندوبست اور سامان موجود ہے، ایک جگہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے جس کو طبرانی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے، رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح انسان کی موت اس کا پیچھا کرتی ہے اور وہ مقررہ وقت پر اس کو آلیتی ہے جس سے بچنا انسان کے بس میں نہیں ہے اسی طرح انسان کا رزق بھی انسان کا پیچھا کرتا ہے جو رزق اللہ نے انسان کے لیے لکھ دیا ہے وہ اس کو ہر صورت ملے گا۔

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت ہے:ايها الناس اتقوا الله واجملوا في الطلب فان نفسا لن تموت حتى تستوفي رزقها وان ابطا عنها فاتقوا الله واجملوا في الطلب خذوا ما احل ودعوا ما حرم. ”اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور روزی کی فکر میں اختصار کرو

(زیادہ تردد نہ کرو) اس لیے کہ کوئی شخص نہیں مرے گا جب تک اپنی روزی پوری نہ لے گا اگرچہ اس کی فکر نہ بھی کرے، اللہ سے ڈرو اور اچھے طریق سے روزی طلب کرو (محنت مزدوری سے نہ کہ بے حیائی اور بے شرمی کے ذریعوں سے) اور جو حلال ہے اس کو لو اور حرام کو چھوڑ دو۔" (صحیح ابن ماجہ)

کسی ذی روح کو موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا لکھا ہوا رزق پورا حاصل نہ کرلے چونکہ رزق اور وسائل رزق سب کچھ اللہ نے پیدا کیے ہیں اور ہر انسان کا حصہ اللہ نے اپنے علم سے مقرر کردیا ہے اس لیے انسان کو طلب رزق میں اعتدال اور اجمال سے کام لینا چاہیے۔ دنیا کی طلب میں، مال و دولت کے حصول میں، روزی کی تلاش میں اجمال یعنی اعتدال سے کام لیں، آپے سے باہر نہ ہوں، اپنی تمام دینی مصروفیات کو نظر انداز نہ کریں، اپنے اخلاقی اور روحانی تقاضوں کو نہ بھولیں، زندگی کی اعلیٰ تر اہم تر اور برتر ذمہ داریوں کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ حصول رزق کیلئے اعتدال اور اجمال کے ساتھ کوشش کی جائے تو یہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہے لیکن تمام جسمانی تقاضوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جائے اور مادی وسائل پر ہی سارا دارومدار ہو، انسان رزق کی تلاش میں اپنے روحانی منصب کو بھول جائے، دینی ذمہ داریوں کو فراموش کردے اور اخلاقیات کو پس پشت ڈال دے تو یہ رویہ معیاری اور مثالی نہیں ہے۔ (محاضرات معیشت وتجارت ص 24)

اب ہم رسول اکرم ﷺ کی تجارتی زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

رسول مکرم ﷺ کی معاشی جدوجہد

رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد آپ کی پیدائش سے قبل ہی وفات پاچکے تھے۔ جد امجد کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی کفالت آپ کے چچا ابوطالب کے ذمہ تھی وہ چونکہ مالی لحاظ سے کمزور تھے اس لیے رسول معظم ﷺ نے کم سنی کے باوجود اپنے چچا کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا۔ عرب کے ہاں بکریاں چرانا کوئی معیوب پیشہ نہ تھا، بڑے بڑے شرفاء اور امراء کی اولادیں بکریاں چرایا کرتی تھیں، رسول مکرم ﷺ نے بھی دس سال کی عمر میں بکریاں چرانی شروع کیں۔ (بخاری) قارئین کرام! اس واقعہ سے ہمیں محنت کا سبق ملتا ہے کہ انسان کو معاش کے لیے محنت کرنی چاہیے۔

صدق مقال

رسول مکرم ﷺ نے ہمیشہ ہر معاملے میں صداقت وراست گوئی کو اختیار کیا جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کے شام کے تجارتی سفر سے ہمیں علم ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے تو اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ سیدہ خدیجہؓ کا میسرہ نامی غلام بھی تھا۔ اس کامیاب ترین سفر سے واپس آکر اس نے نبی ﷺ کی سچائی اور صاف گوئی کے بارے میں بتلایا تو سیدہ خدیجہؓ آپ کی صداقت سے اتنی متاثر ہوئیں کہ انھوں نے خود رسول مکرم ﷺ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔

امانت داری

ایک کامیاب تاجر کے لیے صادق اور امین ہونا انتہائی لازم امر ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو تو مشرکین مکہ شدید ترین مخالفت کے باوجود صادق و امین کہنے پر مجبور تھے مکہ میں آپ کے مخالف بھی اپنی قیمتی چیزیں آپ ﷺ کے پاس بطور امانت رکھواتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے وقت اپنے دشمنوں کی امانتوں کو بعینہٖ واپس کرنے کے لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خصوصی ہدایت جاری کی اور فرمایا کہ اے علیؓ! مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے میں آج رات مدینہ روانہ ہو جاؤں گا تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ، صبح سب کی امانتیں واپس دے دینا (الرحیق المختوم) اس واقعہ سے علم ہوا کہ نبی کریم ﷺ امانتوں کی کس قدر حفاظت فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ اس نازک وقت میں بھی جبکہ جان کا خطرہ ہے لیکن آپ ﷺ کی فکر صرف ادائے امانت کی جانب ہے۔

اسلام میں ادائے امانت کی پرزور تاکید کی گئی ہے، امانت کسی کافر و فاجر کی ہی کیوں نہ ہو اس کی حفاظت کرنا اور اسے واپس کرنا انتہائی ضروری ہے۔ فرمان الٰہی ہے: **ان الله يامركم ان تودوا الامانات الى اهلها** "(مسلمانو!) اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ جو لوگ امانتوں کے حقدار ہیں انھیں یہ امانتیں ادا کرو۔" (النساء: 58)

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: **ادالامانة الى من ائتمنك ولا تخن من خانك** "جو تجھے امین بنائے تو اس کی امانت اسے ادا کر دے اور جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔" (ابوداود: 3535)

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ قبل از نبوت کاروباری معاملات طے کرنے والے افراد نے خود آپ کے امین ہونے کی گواہی دی ہے جیسا کہ سیدنا سائبؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں نے آپ کی تعریف کی، سیدنا سائبؓ نے جوابا

ان سے کہا: میں تم سے زیادہ ان کو جانتا ہوں کیونکہ رسول اکرم ﷺ میرے شریک تجارت تھے اور آپ ﷺ نے ہمیشہ معاملے کو صاف ہی رکھا۔
(ابوداؤد)

قرض کی ادائیگی میں سہولت

رسول اکرم ﷺ کو تقاضائے بشریت معاشرے میں رہتے ہوئے بعض اوقات قرض لینے اور دینے کی ضرورت بھی پڑ جاتی تھی۔ قرض پر لین دین کا ثبوت قرآنی آیات ہیں مثلاً: اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ "جب تم قرض کا لین دین کرو تو اس کو تحریر کرو" سے ثابت ہے۔ اس معاملے میں بھی امام کائنات ﷺ نے انسانیت کے لیے روشن مثالیں چھوڑی ہیں اور آپ ﷺ نے وعدہ کے مطابق قرض کی ادائیگی کے بارے میں عملی مظاہرہ کر کے دکھایا ہے۔

چند ایک واقعات پیش خدمت ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاص عمر کا اونٹ نبی ﷺ پر کسی کا قرض تھا وہ آپ کے پاس تقاضا کرنے کے لیے آیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: اسے اونٹ دے دو، اس عمر کا اونٹ تو نہ ملا لیکن اس سے بہتر عمر کا اونٹ ملا، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دے دو اس آدمی نے کہا آپ نے میرا حق پورا دے دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا دے نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرض کو اچھے طور پر ادا کرے۔ (بخاری:2393)

غزوہ حنین کے موقع پر مسلمانوں کو اسلحہ کی شدید ضرورت تھی۔ سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کے پاس بہت سی زرہیں تھیں آپ ﷺ نے سیدنا صفوانؓ سے فرمایا کہ اے صفوانؓ کیا تمہارے پاس کچھ اسلحہ ہے؟ انھوں نے کہا: عاریتاً چاہیے یا غصباً وصول کر رہے ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ عاریتاً، انھوں نے نبی ﷺ کو تیس سے چالیس کے درمیان زرہیں دیں، غزوہ حنین میں جب مشرکین کو ہزیمت ہوئی تو سیدنا صفوانؓ کی زرہوں کو جمع کیا گیا تو ان میں کچھ زرہیں گم ہو گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا صفوانؓ سے فرمایا: ہم سے بیشک تمھاری زرہوں میں چند زرہیں گم ہو گئی ہیں تو کیا ہم تمھیں اس کی ضمان ادا کریں؟ وہ کہنے لگے کہ نہیں یا رسول اللہ! اس لیے آج میرے دل میں وہ بات نہیں ہے جو اس روز تھی (اب میں مسلمان ہو چکا ہوں)۔ (ابوداؤد)

اس واقعہ میں ہمیں ادائیگی قرض میں نبی ﷺ کے طرز عمل کا علم ہوتا ہے، اسی طرح سید المرسلین نے ایک بار کسی سے ایک پیالہ مستعار لیا، سوئے اتفاق وہ پیالہ گم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس پیالے کا تاوان ادا فرمایا تھا۔ (ترمذی)

اسی طرح قرض کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ حکمت سے لبریز حکم بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: من اسلف فی شیء ففی کیل معلوم ووزن معلوم والی اجل معلوم۔ "جو شخص کسی چیز کا ادھار پر لین دین کرے تو اس میں پیمانہ، وزن اور مدت معلوم ہونی چاہیے (یہ تینوں چیزیں واضح ہوں اور متعین ہوں تاکہ بعد میں فریقین کے درمیان کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہو)۔" (صحیح بخاری:2086)

اسی طرح زمانہ جاہلیت میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں سود در سود اصل رقم میں اضافہ ہی ہوتا رہتا تھا جس سے تھوڑی سی رقم پہاڑ بن جاتی اور مقروض کی رات کی نیند اور دن کا چین برباد کر دیتی تھی، عصر حاضر میں بینکاری نظام بھی اسی ظالمانہ اصول پر قائم ہے، اس ظالمانہ نظام کے برعکس محسن انسانیت نے حکم دیا کہ اگر مقروض تنگ دست ہے تو سود لینا تو درکنار اصل مال لینے میں بھی اسے مہلت دو اور اگر قرض معاف کرنے کی استطاعت ہے تو یہ بہت زیادہ بہتر ہے۔

تاجروں کے لیے انمول ہدایات

رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر تجارت کے لیے اہم ہدایات جاری کیں جن سے شناسائی حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

1۔ تاجر کو صبح اولین ساعتوں میں اپنا کام شروع کرنا چاہیے، رسول معظم ﷺ نے صبح کے وقت میں برکت کی دعا فرمائی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دن کے ابتدائی حصہ میں تجارت شروع کیا کرتے تھے۔

سیدنا صخر غامدیؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما۔ سیدنا صخرؓ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب چھوٹا دستہ یا بڑا لشکر روانہ فرماتے تو دن کے ابتدائی وقت روانہ فرماتے۔ راوی کہتے ہیں سیدنا صخرؓ تاجر تھے جب وہ اپنے آدمیوں کو تجارت کے لیے روانہ کرتے تو دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ صاحب ثروت ہوئے اور ان کے پاس مال کی کثرت وفراوانی ہو گئی۔ (جامع ترمذی ج 1 ص 32)

مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کے ابتدائی وقت تجارت کا آغاز کرنے سے تجارت میں برکت ہوتی ہے۔

2۔ تاجر کو تجارت میں بطور خاص دھوکہ دہی سے پرہیز کرنا چاہیے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **من غش فلیس منا** "جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔" (جامع ترمذی)

دھوکہ کے کاروبار سے تاجر کو اگرچہ فائدہ ہو بھی جائے تو اس میں خیر و برکت نہیں رہتی بلکہ اس سے لوگوں میں یہ رائے قائم ہو جاتی ہے کہ فلاں تاجر دھوکہ دہی کرتا ہے اس طرح بتدریج لوگ اس سے معاملہ کرنے سے گریز کرنے لگتے ہیں نتیجتاً اس کو نقصان و خسارہ ہوتا ہے۔

3۔ ناپ تول برابر رکھنا چاہیے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے: **واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان** "اور انصاف کے ساتھ وزن ٹھیک رکھو اور تول میں کمی نہ کرو۔" ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے قرآن کریم میں سخت وعید آئی ہے: **ویل للمطففین** "ہلاکت و بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔" بلکہ جھکتا تولنے کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔ جامع ترمذی میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مقدس ہے کہ آپ نے تولنے والے صاحب سے ارشاد فرمایا: **زن وارجح** "جھکتا تولا کرو۔"

4۔ تجارت لین دین میں ہمیشہ راست گوئی کو معمول بنائیں اور جھوٹی قسمیں اٹھانے سے پرہیز کریں۔ سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: "سچے اور امانت دار تاجر کو نبیوں، صدیقوں اور شہداء کی معیت و رفاقت نصیب ہوگی۔" (جامع ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے تاجروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "تجارت میں بہت زیادہ قسم کھانے سے بچو یہ چیز وقتی طور پر تو تجارت کو فروغ دیتی ہے لیکن تجارت سے برکت ختم کر دیتی ہے" (مسلم، ابوقتادہ)

سیدنا قیس ابوعرزہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہم تاجروں کو "سماسرہ" کہا جاتا تھا، ایک دن آپ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں اس سے بہتر نام دیا آپ ﷺ نے فرمایا: "اے تاجرو! مال کے بیچنے میں بہت سی لایعنی باتیں کہنے اور جھوٹی قسم کھانے کا امکان ہوتا ہے لہٰذا تم لوگ صدقہ کرو تاکہ لغزشوں کا کفارہ ہو سکے۔" (ابوداؤد)

5۔ خراب مال کا عیب نہ چھپانا

سیدنا واثلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی تاجر کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز بیچے اور اس کے اندر جو عیب ہے اسے بیان نہ کرے۔ (المنتقی)

رسول اکرم ﷺ ایک غلہ کے تاجر کے پاس پہنچے اور غلہ کے اندر ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ اندر کے حصے میں کچھ نمی موجود ہے، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: بارش سے بھیگ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اوپر کیوں نہ رکھا اس کے بعد فرمایا جو لوگ ہم کو دھوکا دیں وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے کامیاب تجارت کے زریں اصول سامنے آتے ہیں دیانت داری اور کسب حلال کا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی اس عظمت رفتہ کے آثار اب غیروں کے پاس دیکھنے کو ملتے ہیں اور خود مسلمان ان سے تہی دامن ہیں جبکہ اگر آج بھی ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر مسلمان دنیا کی تجارت میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کریں۔

تجارت میں منع کردہ امور

جس طرح رسول اکرم ﷺ نے تاجروں کو اہم ہدایات دی ہیں اس طرح تجارت کرنے والوں کو کچھ معاملات سے روکا بھی ہے اور اگر یہ چیزیں کسی معاملہ میں در آئیں تو وہ بیع فاسد اور ناقابل اعتبار ہو جاتی ہے۔

1۔ **ربا:** ہر قسم کا سودی لین دین سخت منع ہے، شریعت نے اسے اللہ تعالیٰ اور رحمت للعالمین کے خلاف کھلی جنگ قرار دیا ہے۔

2۔ **غرر:** غرر سے مراد وہ لین دین ہے جس میں کسی ایک فریق کا حق غیر متعین، غیر معلوم اور غیر واضح ہو، فریقین میں سے ایک فریق کا حق تو متعین طور پر طے ہو جبکہ فریق ثانی کا حق غیر طے شدہ ہو تو یہ شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے۔

3۔ **قمار:** قمار وہ ہے کہ جس میں فریقین کا حق غیر واضح اور غیر متعین ہو اور ایک فریق کا نفع دوسرے کے نقصان پر لازمی طور پر مبنی ہوتا ہو۔ مثلاً تین آدمیوں نے مل کر پیسے برابر لگائے اور کسی بخت و اتفاق کے نتیجے میں وہ پوری رقم کسی ایک شخص کو مل گئی یہ قمار کہلاتا ہے۔ اس لیے کہ دو افراد کا نقصان ہوگا تو تیسرے کو پیسے ملیں گے، کس کو رقم ملے گی، کس نہیں ملے گی، یہ بھی غیر متعین ہے، کون نقصان اٹھائے گا کون نفع اٹھائے گا یہ بھی غیر متعین ہے، یہ چیز قمار کہلاتی ہے۔

4۔ **میسر:** میسر ایسا کاروبار یا ایسی تجارت ہے جس میں ایک سے زائد افراد حصہ دار ہوں اور اس میں کسی ایک کو محض اتفاق کے نتیجے میں فائدہ ہو جائے۔

5۔ **جہالت اور لاعلمی:** کسی ایسی تجارت میں حصہ لینا جس کی شرائط نامعلوم ہوں بیچی جانے والی چیز نامعلوم ہو اور قیمت بھی نامعلوم ہو یہ سب اسباب چونکہ تجارت میں غرر پیدا کرتے ہیں اسی لیے فقہائے اسلام نے ان کو جہل سے تعبیر کیا ہے۔

6۔ **ضرر:** چھٹی چیز جس سے ایک تاجر کو بچنا چاہیے وہ ضرر ہے اور اس سے مراد ایسا نقصان جو کسی فریق کو بلاوجہ ہو رہا ہو یہ چیز بھی درست نہیں۔

7۔ **غبن:** ایسی منافع خوری جو بازار میں عام طور پر رائج نہ ہو یہ شریعت میں غبن کہلاتی ہے۔ قدیم اہل لغت نے غبن کی یہی تعریف کی ہے جبکہ اردو میں اس سے مراد لیا جانا والا مفہوم محدود ہے۔

8۔ **خلابہ:** کسی شخص کی سادگی کی وجہ سے اس کو دھوکہ دینا یا کسی شخص کے سامنے چکنی چپڑی باتیں بنا کر اس کو ایسا فیصلہ کرنے پر مجبور کر دینا جو اس کے تجارتی مفاد میں نہ ہو خلابہ کہلاتا ہے۔

9۔ **تدلیس:** تدلیس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی تجارت یا سامان تجارت کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو اس میں نہ پائے جائیں۔ مثلاً آپ نے کوئی پروڈکٹ تیار کیا اس پروڈکٹ کے ایسے ایسے اوصاف بیان کریں جو اس میں نہیں پائے جاتے اور لوگوں نے اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس کو خرید لیا یہ عمل شریعت میں درست نہیں ہے۔

10۔ **بیع معدوم:** دسویں چیز جو محرمات میں سے ہے وہ بیع معدوم ہے یعنی ایسی چیز کی فروخت جو اس وقت موجود نہیں ہے اور نہ بیچنے والے کے اختیار میں ہے کہ وہ فراہم کر سکے اگر کوئی چیز موجود نہیں ہے لیکن بیچنے والا اس کو فراہم کر سکتا ہے۔ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ کہاں بکتی ہے، کیسے بنتی ہے، کیسے حاصل ہوتی ہے، وہاں سے حاصل کر کے آپ کو فراہم کر دے گا، جیسے اکثر سپلائی کا کام کرنے والے کرتے ہیں یا چیزیں تیار کرنے کا کام کرتے ہیں۔

ان کے پاس آج چیزیں تیار نہیں ہیں لیکن آپ ان کی پیشگی قیمت ادا کر دیتے ہیں وہ چیزیں خود بنا کر یا بنوا کر یا بازار سے خرید کر آپ کو فراہم کر دیتے ہیں یہ جائز ہے۔ معدوم سے مراد یہاں وہ چیز ہے جو نہ موجود ہو اور نہ بیچنے والے کے بس میں ہو کہ وہ خرید کر آپ کو دے سکے، ایسی چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی ممانعت

احتکار کے معنی ہیں ضرورت کی اشیاء کو روک لینا، بازار میں نہ لانا اور قیمتوں کے بڑھنے کا انتظار کرنا اور جب قیمتیں زیادہ ہو جائیں تب مال کو باہر نکالنا اور خوب نفع کمانا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس ذہنیت پر ضرب لگائی ہے یہ ذہنیت انسان کو سنگدل اور بے رحم بنا دیتی ہے اور یہ چیز اسلام کے منافی ہے کیونکہ اسلام تو بنی نوع انسان کے ساتھ رحمت وشفقت کی تعلیم دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا: ”جس تاجر نے ذخیرہ اندوزی کی وہ گنہگار ہے۔“ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تاجر اشیائے ضرورت کو نہیں روکتا بلکہ وقت پر بازار میں لاتا ہے وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے، اسے اللہ رزق دے گا اور اشیائے ضرورت کو روکنے والا ملعون ہے (وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے کیونکہ اس نے برا فعل کیا)۔“ (ابن ماجہ)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کتنا برا ہے اشیائے ضرورت کو روک رکھنے والا آدمی اگر چیزوں کا بھاؤ گرتا ہے تو اسے غم ہوتا ہے اور گرانی آتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان) سیدنا عمرؓ نے ارشاد فرمایا: ”ہمارے بازار میں کوئی شخص ذخیرہ اندوزی نہ کرے۔“ (موطا امام مالک)

نوٹ

احادیث میں ممنوع تجارت کی بہت سی قسمیں ہیں، احادیث رسول ﷺ میں تجارت کی تقریباً 56 کے قریب صورتوں کو ربا یا غرر یا کسی دیگر عارضہ کی بناء پر ناجائز قرار دیا ہے جس کی تفصیل اس مختصر مضمون میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر جاہلیت کے سادہ ماحول میں قبل از اسلام کی تجارت میں غرر کی 56 کے قریب صورتیں پائی جاتی تھیں تو آج کی پیچیدہ معیشت میں اس کی کتنی صورتیں پائی جاتی ہوں گی۔ (ملخص بتصریف از محاضرات معیشت وتجارت)

آخری بات

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اعتدال کے ساتھ کسب حلال کی جدوجہد کرنے مثالی تاجر کی صفات اپنانے اور ناجائز کاروباری صورتوں سے کلیۃً اجتناب کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

وحی الٰہی کا واضح انکار

عطاء محمد جنجوعہ

قسط نمبر 1

اللہ ذوالجلال نے امت مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی کے لیے قرآن حکیم میں راہنما اصول بیان کیا ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ط ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ ﷺ کی اور اپنے میں سے اختیار والوں کی پھر اگر تم میں (اور اختیار والوں میں) کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اُسے لوٹاؤ اللہ کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف اگر تمھیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر اور باعتبار انجام بہت اچھا ہے۔'' (النساء:59)

حکم صرف اللہ ہی کا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ خالصتاً منشائے الٰہی کا مظہر اور اس کی مرضیات کے نمائندہ تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حکم کو بھی مستقل طور پر واجب الاطاعت قرار دیا ہے اور فرمایا اُن کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ''جس نے نبی ﷺ کی اطاعت کی اُسی نے اللہ کی اطاعت کی۔'' (النساء:80)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث بھی اسی طرح دین کا ماخذ ہے جس طرح قرآن حکیم ہے تاہم امراء و حکام اور فقہاء کی اطاعت بھی ضروری ہے جب تک وہ عوام کو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات بتائیں، لیکن اگر وہ اس سے انحراف کریں تو عوام کے لیے ان کی اطاعت ضروری نہیں۔ اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد قرآن کریم اور رسول ﷺ کی طرف لوٹانے سے مراد اب حدیث رسول ﷺ ہے۔ یہ تنازعات کے ختم کرنے کے لیے ایک بہترین اصول بتلا دیا گیا ہے۔''

(ماخوذ از احسن البیان ج2 ص 231)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں متعدد بار ایسے ہوا کہ بعض مسائل و حالات میں صحابہ کرام کی آراء باہم مختلف ہو گئیں تو ان نزاعی امور کے حل کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کا قرآن اور نبی ﷺ کا فرمان سنایا، جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کمال فرماں برداری کا مظاہرہ کیا، جس سے ان کا اتفاق اور پیار محبت قائم رہا اور وہ باہم شیر و شکر ہو گئے انھوں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے حکم پر اسلام کی خاطر جان و مال کے نذرانے پیش کیے روم و ایران کے محکوموں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی کا درس دیا۔

جب دشمنانِ اسلام کو عسکری میدان میں شکست کا سامنا ہوا تو انھوں نے امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ٹھان لی۔ مخبر صادق ﷺ نے امت میں پھوٹنے والے اختلافات سے بچاؤ کے لیے کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا تھا، دشمنوں نے قرآن و حدیث میں تاویلات فاسدہ، تشکیکات اور کج روی پیدا کرنے کی کوششیں شروع کر دیں، نیز مسلمانوں کو ان سے انحراف کی راہ پر ڈالنے کی پالیسی اختیار کی۔

اختلافات کا آغاز اور بنیاد

فکری یلغار سے متاثر ہو کر امت مسلمہ کے ایک گروہ نے دعویٰ کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے خاندانی قرابت کی وجہ سے خلافت کے حق دار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے، اس سیاسی تحریک نے رفتہ رفتہ مذہبی فرقے کی صورت اختیار کر لی، جنھوں نے دینی امور کے لیے اپنے ائمہ کرامؒ کے اقوال کو ہی حجت تسلیم کیا۔ ان کے ردعمل میں خوارج نمودار ہوئے جن کے

نزدیک خلافت اہل بیت یا قریش کا موروثی حق نہیں تھا بلکہ وہ ہر صحیح مسلمان کو اس کا مستحق قرار دیتے تھے اگر چہ نومسلموں میں ان تحریکوں کے اثرات سرایت کر گئے تاہم یہ تحریکیں مزید بے شمار فرقوں میں بٹ گئیں۔

خوارج کا ایک فرقہ "مجدہ" صرف قرآن پاک پر عمل کرنے کا قائل تھا۔ مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی خوارج کے اعتقادات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "انکار حدیث کے فتنہ کی بنیاد سب سے پہلے خوارج نے رکھی کیونکہ ان کے عقائد کی بنیاد ہی اس پر تھی کہ جو بات قرآن سے ملے گی اسے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ان کے یہاں بڑی حد تک احادیث کا انکار پایا جاتا ہے اور اسی انکار حدیث کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے رجم کے شرعی حد ہونے سے انکار ہی اس بناء پر کیا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں ہے"
(عظیم فتنہ، ص:22 بحوالہ ماہنامہ محدث، فتنہ انکار حدیث نمبر، ص:118)

جب اسلام عرب کی سرزمین سے نکل کر عجم میں پھیلا اور اس کے ساتھ یونانی فلسفے اور منطق کی ترویج ہوئی تو مختلف دینی عقائد اور احکام و مسائل زیر بحث آئے۔ فرقہ معتزلہ اسی دور کی پیداوار ہے، انھوں نے حق کے معیار کے لیے عقل کو فیصلہ کن حیثیت دی اور اسلامی احکام کو عقل سے پرکھنے کی کوشش کی، مگر اس راستے میں رسول اکرم ﷺ کی سنت حائل تھی۔ چنانچہ انھوں نے حدیث کی صحت کے لیے عقل کی کسوٹی کو ضروری قرار دیا۔ توحید اور آخرت پر منفرد اور انوکھے نظریات کے علاوہ معتزلہ کا سب سے اہم عقیدہ یہ تھا کہ قرآن مخلوق اور حادث ہے۔

اسماعیلی عقائد

اسماعیلی عقائد میں سب سے دلچسپ اور اہم عقیدہ یہ تھا کہ قرآنی الفاظ کے دو معانی ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ دین کا اصل مدعا یہ ہے کہ احکام خداوندی کے باطنی اور اصلی معانی معلوم کیے جائیں کیوں کہ ظاہری الفاظ تو محض پردہ ہیں جن کے پیچھے اصل معانی کو چھپا دیا گیا ہے تاکہ نااہل افراد ان کی حقیقت تک نہ پہنچ سکیں جہاں تک باطنی معانی کا تعلق ہے وہ صرف امام وقت ہی جانتا ہے، وہ کسی آیت کا جس طرح بھی مطلب کرے وہی صحیح ہوگا، اس لیے امام کی اطاعت ہی میں خدا کی رضا کا راز مضمر ہے، اس نظریہ کی آڑ میں اسماعیلی قرآنی آیات کی مختلف تاویلیں پیش کرتے تھے، اور ان کا ترجمہ اپنی حسب منشا کرتے تھے۔"

(تاریخ اسلام از صاحبزادہ عبدالرسول ص:520)

چونکہ وہ حدیث کو ترک کیے بغیر من مانی تاویلات اور مذموم عقائد یعنی جدیدیت کو فروغ نہیں دے سکتے تھے اس لیے مذکورہ فتنوں کی غرض وغایت یہ رہی کہ کسی نہ کسی طرح قرآن حکیم کو نبی کریم ﷺ کی عملی تفسیر سے جدا کر دیا جائے۔ عجمی نومسلم ان فتنوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، حتی کہ بعض امراء نے بھی ان فتنوں کی سرپرستی کی، ان فتنوں کے داعی اپنے جدید نظریات کو تقویت دینے کے لیے نقلی دلائل کی عقلی تاویلیں کرتے تھے۔

اسی بنا پر علمائے حق امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابن تیمیہؒ وغیرہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اطاعت رسول کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ منکرین حدیث کے نظریات کی تردید کی۔ امام احمد بن حنبلؒ نے عزیمت کا انمٹ نمونہ پیش کیا یہی وجہ ہے کہ تیسری صدی کے بعد خوارج اور معتزلہ کے فتنے اپنی موت آپ ہی مر گئے۔

اگلا قدم

خلافت اسلامیہ کے دور انحطاط میں مرکزی حکومت کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو صوبائی خودمختاری کی وباء پھوٹ پڑی، یہود ونصاریٰ نے موقع کو غنیمت سمجھا، یہ صلیبی جنگیں 1097ء سے 1291ء تک شام وفلسطین کی مقدس سرزمین میں لڑی گئیں جہاں یورپی سپاہیوں نے خون ریزی، سفاکی اور بداخلاقی کا جو کھیل کھیلا، تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ کیا دو سو سال تک لڑی جانے والی صلیبی جنگ میں مسلمانوں کی معاشرت و سیاست یورپ سے متاثر ہوئی؟

جناب صاحبزادہ عبدالرسول اس کے نتائج بیان کرتے ہیں کہ صلیبی جنگوں نے اسلامی معاشرہ، سیاست اور ثقافت میں کوئی اثرات پیدا نہ کیے، تاریخ اسلام میں ان کی حیثیت محض ایک سانحہ کی تھی جس نے وقتی طور پر امت کے ایک حصہ کو پریشان کیا مگر جلد ہی امت نے کوئی مستقل اثر

قبول کیے بغیر اسے فراموش کر دیا۔ اسلامی دنیا کی ثقافت یورپ کے مقابلے میں اس قدر بلند پایہ تھی کہ یورپ سے تاثر لینے کا سوال ہی پیدا نہ ہو سکتا تھا۔" (تاریخ اسلام ص:513)

1258ء میں تاتاریوں کا سیلاب آیا، خلافت عباسیہ منہدم ہوئی سقوط بغداد کا حادثہ رونما ہوا، ہلاکو خان نے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور گلیوں میں مسلمانوں کا خون بہنے لگا لیکن اس کے باوجود امت مسلمہ تازہ دم ہو کر نکلی، کیونکہ تاتاریوں کے پاس نظام زندگی کا کوئی فلسفہ نہ تھا۔ اس کے برعکس اسلام ہمہ گیر ضابطہ حیات تھا یہی وجہ تھی کہ ہلاکو خان کا پوتا اسلامی تعلیم و تزکیے سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد لوگوں نے خلافت عثمانیہ کی بنیاد رکھی جنھوں نے یورپ کے دروازے پر جا کر اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں۔

صلیبی جنگیں اثر انداز نہ ہو سکیں کیوں؟

خلافت اسلامیہ کے دور میں یہود و نصاریٰ کی منفی سرگرمیاں مسلمانوں میں اس لیے غیر مؤثر ثابت ہوئیں کیونکہ اس دور کی عدالتوں میں عوامی معاملات کے فیصلے کتاب و سنت کی روشنی میں صادر ہوتے تھے اور اسلامی علوم کے ماہر ہی صرف قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوتے تھے جو اپنی مرضی سے مقامی علاقوں میں قاضی مقرر کرتے، وہ فقہ اسلامی کے مطابق فیصلے صادر کرتے تھے، رشوت اور سفارش کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ معاشرے میں فقہی اختلاف تھا لیکن قرآن و حدیث کو حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔ جو تحریف قرآن کے قائل تھے وہ بھی متوقع مخالفت کے ڈر سے اپنے عقیدے کا واضح اظہار نہ کر سکتے تھے۔

تعلیمی اداروں میں طبقاتی تقسیم نہ تھی، مدارس کے ابتدائی درجات میں دینی تعلیم و تزکیہ کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تفسیر و حدیث کے علاوہ دیگر علوم پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

بادشاہ و امراء کے بچے بھی انھی درس گاہوں میں پڑھتے تھے یہی وجہ ہے کہ اکثر امرا و سلاطین صوم و صلاۃ کے پابند تھے۔ بعض خلفا تو حافظ قرآن بھی تھے تاہم بعض امر الہو و لعب کا شکار ہو گئے مگر وہ اعلانیہ شرعی احکام کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے علماء سے رجوع کرتے تھے علمائے حق تو انکار کر دیتے لیکن علمائے سو حیلوں بہانوں سے اُن کو جواز فراہم کرتے تھے۔

عصر حاضر میں ملت اسلامیہ کے حالات و واقعات یکسر مختلف ہیں، ان کی سیاست، معیشت، معاشرت، تعلیم اور عدلیہ پر مغربی فلسفے کا غلبہ ہے، اس کی بنیادی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ یہودیوں نے یورپ کے عیسائیوں کو حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کا واویلا مچا کر فلسطین پر لشکر کشی کے لیے اُکسایا۔ ان صلیبی جنگوں میں تقریباً ستر ہزار انسان ہلاک ہوئے لیکن عیسائیوں نے یہود کے لیے اس سے بدتر سزا تجویز کی، جن کنیساؤں میں انھوں نے پناہ لے رکھی تھی انھیں آگ لگا دی اور انھیں زندہ جلا دیا گیا چنانچہ یہودی ربیوں نے سترہ سو سال میں ذلت و رسوائی کے تاریخی تجربے پر غور و فکر کیا اور اسلامی، یونانی اور رومی فلسفوں کی روشنی میں تجزیہ کیا کہ مذہبی حمیت کو مدھم کیا جائے۔

پریس ریلیز

عدل معاشرتی و حکومتی استحکام کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسلام نے ہر موقع پر معاشرتی و عائلی امور میں عدل و انصاف کو لازمی قرار دیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی نے گذشتہ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علاوہ ازیں انھوں نے کہ عدل و انصاف کے معاملے میں کسی قسم کی قرابت داری، دولت مندی، معاشرتی اثر و رسوخ اور محتاجی و غربت کا ہرگز لحاظ نہ کیا جائے بلکہ ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے آج حکومتیں عدلیہ کی بالادستی، خودمختاری اور آزادی کے دعوے تو بہت کرتی ہیں مگر جب عدل کی زد اُن پر پڑتی ہے تو پھر قوانین تبدیل کر کے، کبھی ججوں کو معطل کر کے اور کبھی ڈرا اور دھمکا کر فیصلے اپنے حق میں کرا لیتے ہیں۔

انھوں نے کہا اگر حکمران و عوام معاشرے میں امن و استحکام چاہتے ہیں تو انھیں عدل و انصاف کرنا ہوگا اس کے بغیر امن ممکن نہیں۔

(رپورٹ: وقار عظیم بھٹی)

کرسمس ڈے

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی

دسمبر کی 25 تاریخ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش عیسائی دنیا کے نزدیک نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ عیسائی انھیں یسوع کے نام سے یاد کرتے ہیں مسلمان بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے اور انھیں اللہ کا رسول ہی نہیں بلکہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ بھی مانتے ہیں۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اپنے قانون سے ہٹ کر اپنی قدرت کاملہ سے مریم بنت عمران علیہما السلام کے ہاں بن باپ کے پیدا فرما کر علی کل شئی قدیر ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔

جس طرح عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے قائل ہیں اسی طرح مسلمان بھی باذن اللہ پنگھوڑے میں بولنے مادرزاد اندھے کو بینا کرنے، کوڑھی کے مریض کو مس ید کے ساتھ صحتیاب کرنے، مٹی کے پرندوں کو پھونک مار کر زندہ کر کے اڑا دینے اور مردوں کو زندہ کر دینے جیسے ان کے معجزات کے معترف اور قائل ہیں اس بات پر بھی دونوں مکاتب فکر (اہل اسلام اور نصاریٰ) متفق ہیں کہ مسیح بن مریمؑ کو اللہ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔

عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ یہودیوں کے ہاتھوں مصلوب ہو کر ان کے گناہوں کا کفارہ بنے اور پھر تیسرے دن قبر سے زندہ ہو کر نکلے اور آسمانوں پر تشریف لے گئے اس کے برعکس مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نہ تو یہودی آپؑ کو قتل کرنے میں کامیاب ہوئے اور نہ ہی آپؑ کو سولی پر چڑھا سکے کیونکہ جب وہ اس مکان میں داخل ہوئے تو جس میں حضرت عیسیٰ روح اللہ موجود تھے تو اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے انھیں اپنی طرف آسمان پر اٹھا لیا اور اس مکان میں داخل ہونے والوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو جس کا حلیہ اللہ نے بدل کر حضرت مسیحؑ سے مشابہ کر دیا تھا، پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا۔

واضح رہے کہ یہودی حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں نہایت غلیظ نظریہ رکھتے ہیں اور آپ کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام پر بدکاری کا الزام لگاتے اور سیدنا عیسیٰؑ کو اس کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ قیامت کے قریب زمین پر نزول فرمائیں گے، (ہمارے نبی ﷺ نے تو ان کے مقام نزول کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: عیسیٰ بن مریم دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر اتریں گے) دجال (جو یہودیوں میں سے ہوگا اور کبھی مسیح ہونے اور کبھی خدا ہونے کے دعوے کرے گا) کو قتل کریں گے اور زمین پر امن قائم فرمائیں گے، ان کے دور میں زمین پر اللہ کی خصوصی برکات نازل ہوں گی۔

دونوں مکاتب فکر کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ آنے والے عیسوی دور میں سب لوگ ایک ہی مذہب پر ہوں گے، اختلافات مٹ جائیں گے، دشمنیاں ختم ہو جائیں گی اور دنیا میں بدامنی کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔

ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔ تمام انبیاء کا مذہب ایک تھا اور وہ اسلام ہی تھا۔ مشن ایک تھا یعنی قیام امن مقصد ایک رہا کہ لوگ ایک اللہ کی عبادت کریں اور طاغوت سے بچ کر ابدی راحت پا جائیں، سیدنا مسیح بن مریمؑ اسی مقصد اور مشن کے تحت حکمرانی فرمائیں گے، ان کے مذہب میں رحم اور نرمی کا درس ملتا ہے۔

قرآن مجید کی سورۂ آل عمران اور سورہ مریم میں جہاں اس پاکیزہ خاندان (The Holy Famly) کا بسط و تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے وہاں ان دونوں سورتوں میں اللہ کی رحمت کا بطور خاص ذکر ملتا ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے ارضی دور حیات میں یہودی انتقام میں اس حد تک بے باک ہو گئے تھے کہ تھپڑ مارنے والے کو جب تک بہتر نہیں مار لیتے تھے انھیں چین نہیں آتا تھا، ان حالات میں مسیح علیہ السلام نے عفو و درگزر کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: اگر تمھیں کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو بجائے انتقام لینے کے دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو کہ اپنی بھڑاس

خوب نکال لے،موجودہ بائبل میں بھی یہی تعلیمات ملتی ہیں۔

ہمارا دین ایک متوازن دین ہے۔حالات کے مطابق مختلف اوقات میں مختلف ہدایات آسمان سے آتی رہیں۔فرعون جیسے ظالم حکمران کے جبر و استبداد سے مرعوب اور دبکی ہوئی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے خلاف اکسانے کی غرض سے یہ تعلیم دی گئی کہ جو ایک تھپڑ مارے اس کو جواب میں دو مارو لیکن جب وہ انتقام کی آگ بجھانے میں حد سے گزر گئے اور ظلم و زیادتی کو اپنا مرغوب شیوہ بنالیا تو عیسیٰ بن مریم کی وساطت سے انھیں نرمی کی طرف راغب کیا گیا۔

بشارت مسیح جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے ختم نبوت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا اور اس کے ساتھ ایک دائمی قانون نازل فرما کر نصیحت فرمائی جو تعلیمات موسوی اور تعلیمات عیسوی کا حسین امتزاج ہے اور وہ یہ کہ مظلوم چاہے تو ظلم کا پورا پورا بدلہ لے لے (ایک تھپڑ مارنے والے کو جواباً ایک تھپڑ مارے) اور چاہے تو معاف کر دے البتہ معاف کر دینے کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا: ”جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو یہ عظیم المرتبت بات ہوگی“ صبر کرنا بھی سنت انبیاء ہے۔

تینوں مذاہب، یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام کے بزرگ اور پیشوا سیدنا ابراہیم علیہ السلام صبر کے ہر امتحان میں پاس ہوئے اور ان کے فرزند سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے خواب سنتے ہی والد گرامی سے عرض کی تھی: ”آپ مجھے صبر کرنیوالوں میں سے پائیں گے۔“ بنی اسرائیل کے جد امجد سیدنا یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کی گمشدگی کی خبر سن کر بے ساختہ پکار اٹھے فصبر جمیل پس صبر ہی بہتر ہے“ پس سیدنا ایوب علیہ السلام کا تو لقب ہی صابر قرار پایا۔حضرت مسیح علیہ السلام نے یہودیوں کی ایذا رسانیوں سے اکتا کر فرمایا ”تم مجھے اللہ کا رسول جانتے کے باوجود مجھے کیوں تکلیف دیتے ہو؟۔“

اے کاش! آج کے دن الہامی مذاہب کے نام لیوا اللہ کے فرستادوں کی لائی ہوئی تعلیمات پر عملاً ایمان لاتے۔خاص کر عیسائی جو اس وقت بھاری تعداد میں دنیا میں موجود اور چھائے ہوئے ہیں۔امریکہ، برطانیہ،فرانس اور دیگر خطوں میں یہ لوگ اکثریت آباد سے ہیں اور حلم و بردباری،نرمی اور عفو و درگزر کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی تعلیمات پر عمل کرتے اور کمزوروں کو جور و ظلم کا نشانہ بنانے کی بجائے ان کے زخموں کی مرہم پٹی کر کے اپنے نجات دہندہ کو تسکین پہنچاتے۔

آج کون سمجھائے امریکہ اور دیگر ممالک میں بسنے والے عیسائیوں کو کہ مسلمان تو تمھارے پیغمبر یسوع علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں ان کے بارے میں نیک خیالات کے حامل ہیں،آج تم انھیں نیک خیالات رکھنے والوں کو اُن یہودیوں کی شہ پر اپنے جور و جفا کا نشانہ بنانے پر تل گئے ہو جو تمھارے مذہب کی حقانیت کے منکر اور مسیح اور ان کی والدہ مریم کے بارے میں بکواس بھی کرتے ہیں جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو سولی پر لٹکا دیا تھا وہ جن کے نزدیک مصلوب ہو کر مرنا لعنتی ہونے کی علامت ہے اور یوں وہ کسی بھی صورت میں حضرت مسیح کے متعلق کوئی نرم گوشہ اپنے دل میں نہیں رکھتے جب کہ ہماری الہامی کتاب میں قتل مسیح کا دعویٰ کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

بات صرف یہیں تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ہمارا تو یہ بھی ایمان ہے کہ جب اللہ کے رسول حضرت مسیح لوٹ کر زمین پر تشریف لائیں گے تو نہ صرف مسلمان ان کے ساتھ ہو جائیں گے،بلکہ سب کے سب اہل کتاب (جن میں سر فہرست یہودی شامل ہیں) بھی ان پر ایمان لے آئیں گے اور جو اس وقت ان پر ایمان نہیں لائے گا قتل کر دیا جائے گا اور دنیا کی کوئی چیز انھیں پناہ نہیں دے گی یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر کے عقب میں چھپا ہوگا تو پتھر بھی آواز دے کر اسے قتل کرا دے گا۔

مسیحی دنیا کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ یہودیوں کو تو جزیرۂ عرب میں اس لیے تحفظ دیتے ہیں کہ نزول مسیح کے وقت وہ ان پر ایمان لے آئیں گے لیکن ان کے خون سے آئے روز ہاتھ رنگتے ہیں جو پہلے ہی اس مقدس ہستی پر ایمان رکھتے ہیں۔

□□□

ماہِ صفر اور نحوست

عبدالمجید بن عبدالوہاب المدنی

ماہِ صفر کی شرعی حیثیت

دنیا میں جتنے بھی کیلنڈر رائج ہیں مہینے سب میں بارہ ہی ہیں البتہ ہر قوم نے اپنی قومی زبان کے لحاظ سے ان مہینوں کے نام رکھے ہیں۔ عربوں نے بھی ان مہینوں کے نام عربی محاوروں کی روشنی میں رکھے ہیں۔ اس اعتبار سے عربی سال کا دوسرا مہینہ صفر ہے، دین اور شریعت میں اس مہینے کی مناسبت سے نہ تو کوئی خصوصی فضیلت وارد ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات بیان ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے اس مہینہ کو بے برکت، برا، منحوس سمجھا جائے اور کوئی حلال اور جائز اس مہینے میں نہ کیا جائے۔

ماہِ صفر سے متعلق عرب جاہلیت کا عقیدہ

اس مہینہ کی مناسبت سے عرب جاہلیت کے یہاں دو غلط باتیں پائی جاتی تھیں (1) اس ماہ کو آگے پیچھے کرکے اس ماہ سے کھیلتے تھے۔ ان کی ترتیب و تقدیم میں تاخیر سے کام لیتے تھے اور اپنے سرداروں سے یہ اعلان کروادیا کرتے تھے کہ امسال صفر کا مہینہ پہلے اور محرم کا مہینہ اس کے بعد ہوگا۔ ان کے اسی عمل کو ''نسی'' کہا جاتا ہے جسے قرآن نے کافرانہ حرکت سے تعبیر کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ''مہینوں کا آگے پیچھے کردینا بھی کفر کی زیادتی ہے، اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں جو کافر ہیں ایک سال تو اسے حلال کرلیتے ہیں اور ایک سال اسی کو حرمت والا کرلیتے ہیں اللہ نے جو حرمت رکھی ہے اس کے شمار میں تو موافقت کرلیں پھر اسے حلال بنالیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے، انھیں ان کے برے کام بھلے دکھادیے گئے ہیں اور قوم کفار کی اللہ رہنمائی نہیں فرماتا (التوبہ:37)

اس کی وضاحت ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے، حدیث کے راوی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ زمانہ اپنی اسی حالت پر لوٹ آیا ہے جیسا کہ اللہ نے اسے آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے مقدر فرمایا تھا، سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار حرمت کے مہینے ہیں: تین لگاتار ہیں ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور ایک مضر کا رجب ہے جو جمادی الآخری اور شعبان کے بیچ میں ہے'' (صحیح بخاری رقم الحدیث: 5550 صحیح مسلم القسامۃ 10 رقم الحدیث:1679)

واضح رہے مذکورہ حدیث میں رجب کی نسبت قبیلہ مضر کی طرف اس لیے کی گئی ہے کہ یہ عرب کے دیگر قبائل کے بالمقابل رجب کی حرمت کے سلسلے میں زیادہ سخت تھے اور اس کا پاس ولحاظ کرتے تھے۔

(2) ماہِ صفر کو منحوس اور باعث نقصان سمجھتے تھے اور اپنے انھی مزعومہ عقائد کی بنیاد پر بدشگونی سے بچنے کے لیے انھوں نے مختلف قسم کی شرک وبدعات پر مبنی غلط رسم ورواج کو بھی جنم دے دیا تھا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ نحوست کے اعتقاد کے پیش نظر ہی انھوں نے اس مہینے کا نام صفر رکھا تھا جس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف اقوال ملتے ہیں۔ ان میں سے چند مشہور یہ ہیں:

☆ اس ماہ میں عموماً ان کے گھر خالی رہتے تھے، مسلسل تین حرمت والے مہینوں (جن میں یہ لوگ لڑائی جھگڑا کو حرام سمجھتے تھے) کے بعد جب یہ مہینہ آتا تو جنگ وجدال کے یہ عادی لوگ لڑائی اور لوٹ مار کے لیے نکل

پڑتے ہیں اس سے ان کے مکان خالی ہو جاتے اور جب مکان خالی ہو جائے تو عرب کہتے ہیں صفر المکان۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ماہ صفر کا اس نام سے موسوم ہونا اس لیے ہوا کیونکہ وہ خود اس مہینہ میں جنگ وجدال یا دیگر اسفار کرتے اور مکانوں کو خالی کر کے چلے جاتے۔

☆ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صفر کے معنی ہیں خالی ہونا، چونکہ یہ مہینہ منحوس سمجھا جاتا، رحمتوں اور برکتوں سے یکسر خالی تصور کیا جاتا ہے اس واسطے عربوں نے اس کا نام صفر رکھ دیا۔ حالانکہ یہ ان کے غلط اعتقاد پر مبنی توجیہ ہے جو درست نہیں، ماہ صفر فی نفسہ برا نہیں اور نہ ہی منحوس ہے۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس ماہ میں قبائل کے خلاف چڑھائی کی جاتی تھی اور ان کا سارا سامان چھین کر ان کو مال سے خالی کر دیتے تھے تو وہ بغیر سامان کے رہ جاتے۔ (462/4)

اس ماہ سے متعلق اسلام سے منسوب کردہ بدعات اور فاسد اعتقادات

جہالت، غیر قوموں کی نقالی، اندھی تقلید، دین سے دوری کی وجہ سے آج بہت سے نام نہاد مسلمان ایسے پائے جاتے ہیں جو ماہ صفر کے بارے میں منحوس ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کی یہ سوچ ہے کہ اس ماہ میں مصائب وآلام کی ہوائیں تیزی کے ساتھ چلنے لگتی ہیں اور غم وتکلیف کے دریا تندی اور روانی سے بہنے لگتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ موضوع روایات کا سہارا لے کر یہ بات کہی جاتی ہے کہ سال میں کل دس لاکھ اسی ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں جن میں سے صرف ماہ صفر میں نو لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا بلائیں اور نحوستیں لوگوں نے بنا رکھی ہیں، جبکہ اسلام میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی ثبوت کے بغیر قوم مسلم کے درمیان کچھ مہینوں کو بابرکت مان کر من گھڑت رسموں کو فروغ دیا جاتا ہے اور کچھ کے بارے میں یہ تاثر اور تصور پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ منحوس ہیں لہٰذا ان میں خوشی والا کام، کاروبار کا آغاز، رشتہ، شادی وبیاہ سے گریز کیا جائے۔ حیرانگی اس بات کی نہیں کہ ایسے خیالات کہاں سے آئے، عیاں راچہ بیاں حرص پرست اور شکم پرور جگادریوں کی مہربانیاں ہیں جنھوں نے اپنے دھندوں کو چمکانے کے لیے مکروفریب کی چادر میں اس قسم کی چیزوں کو رواج دیا اور غلط روایات کا سہارا لے کر لوگوں کے عقائد ونظریات پر ڈاکہ زنی کی ہے اس سے کہیں زیادہ حیرانگی اس بات کی ہوتی ہے کہ اس قسم کی بے سروپا اور غلط باتیں، غلط عقائد ونظریات کو یہ امت بلا سوچے سمجھے فوراً قبول کر لیتی ہے جبکہ جو بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے پوری تحقیق اور قرآن وسنت سے مزین مدلل حوالوں کے ساتھ بتائی جاتی ہے اسے مانتے ہوئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے کر کے راہ فرار اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

صفر کا مہینہ شروع ہوتے ہی علماء دین کے سامنے سوالات کی ایک طویل فہرست ہوتی ہے۔ مولانا صاحب! صفر کے مہینہ میں بیوی کا منہ دیکھنا جائز ہے کہ نہیں؟ اچھا کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟ دکان کھولنا مناسب ہے یا نہیں؟ کسی نیک کام کی شروعات درست ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

یاد رہے نحوست آتی ہے تو اللہ کی طرف سے، اچھائی آتی ہے تو بھی اللہ کی طرف سے، نحوست اور بدشگونی کو کسی مہینے سے جوڑ کر دیکھا جانا غیر شرعی اور بلا دلیل ہے۔ نفع اور نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے ان مہینوں میں کچھ نہیں ہے۔ ان دنوں میں کچھ نہیں برائی اور نحوست اگر ہے تو وہ خود برائی کرنے والے میں ہے۔ پس جو وقت بھی کوئی بندۂ مومن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزارے وہ اس کے حق میں مبارک ہے اور جب گناہ کا ارتکاب اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے وہی وقت اس شخص کے حق میں منحوس ہے خواہ کسی ماہ میں بھی ہو۔ آپ کے اعمال اگر اچھے ہیں تو یقینی طور پر اچھائیاں آئیں گے اور اگر آپ کے اعمال خراب ہیں تو بربادی لازم ہے اس کو صفر یا کسی مہینہ سے جوڑنا انتہائی غلط ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ "کوئی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی۔" (التغابن:11)

حصول برکت والے اعمال

حافظ احسان الٰہی اشرف

قسط نمبر 1

انسان ہر وقت اسی تمنا ولالچ میں رہتا ہے کہ اس کے اوقات، زندگی، مال وزر، اولاد اور اس کی تمام پسندیدہ چیزیں جن کو حاصل کر نا وہ اپنے لیے خوش قسمتی اور سعادت سمجھتا ہے مزید بڑھا دی جائیں جبکہ ایک مومن بندہ مذکورہ بالا چیزوں کے حصول کے لیے ہمہ وقت اللہ رب العزت کے حضور دعاؤں والتجاؤں کا سلسلہ جاری رکھتا ہے کہ پتہ نہیں کب رحمت الٰہی جوش میں آئے اور اس کی تمام پسندیدہ چیزیں برکت الٰہی سے مزین کر دی جائیں نبی مکرم ﷺ اپنے اکثر کاموں میں برکت الٰہی کے طلبگار رہتے تھے اور دعا بھی فرمایا کرتے تھے۔

برکت

کسی بھی کام یا چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و بھلائی کے رکنے اور معلوم ہونے کو برکت سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ جب کسی کم چیز میں اترتی ہے تو اسے زیادہ کر دیتی ہے اور جب کسی زیادہ چیز میں اترتی ہے تو اسے نفع مند بنا دیتی ہے۔ اسی لیے ہر مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے اپنے امور و معاملات کے لیے برکت کی دعا کرنی چاہیے اور تمام امور و معاملات میں برکت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں استعمال کیا جائے اور علم میں برکت تو بالکل واضح اور روشن ہے جیسا کہ بعض لوگ کم علم ہوتے ہیں لیکن باعمل، نیک فطرت، صالح و متقی ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ داعی، مبلغ، مدرس، مصنف یا بڑا عہدہ عطا فرما کر نفع مند بنا دیتا ہے اس کے برعکس کچھ لوگوں کے ہاں علم کی زیادتی ہوتی ہے لیکن بے سود، بے فائدہ اور عوام الناس ان سے مستفید نہیں ہوتی۔

جب اللہ تعالیٰ برکت نازل کرتے ہیں تو وہ انسان کے مال، اولاد، اوقات، علم و عمل، رزق، ہوعت، سواری، گھر، عقل و شعور، اعضاء و جوارح، دوستوں غرضیکہ اس کی ہر پسندیدہ چیزیں عام ہو جاتی ہیں اسی لیے حصول برکت والے اعمال کو اختیار کرنا ضروری امر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم برکت کیسے حاصل کریں؟ تو آیئے! ہم اپنے ناقص علم کے مطابق قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے اعمال کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے جن کو اپنانے سے ہر مسلمان کے معاملات میں برکت نازل ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔ ہم سب سے پہلے قرآن کریم سے حصول برکت والے اعمال پڑھتے ہیں۔

تلاوت

قرآن مجید ایک بابرکت کتاب ہے یہ بدنی امراض اور دلی بیماریوں کے لیے کافی وشافی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ" یہ (قرآن) ایک کتاب ہے ہم نے اسے آپ کی طرف نازل کیا، بڑی برکت والی ہے تاکہ وہ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقل مند اس سے نصیحت حاصل کریں۔" (ص:29)

تقویٰ

اللہ رب العالمین کا تقویٰ تمام نیکیوں کی کنجی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ" اور اگر ان بستیوں والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔" (الاعراف: 96) اور دوسرے مقام پر فرمایا: وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۞ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" اور جو شخص

اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور وہ اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا۔"

(الطلاق:2-1)

مشہور ہے کہ کسی نیک و متقی شخص کو بتایا گیا کہ نرخ (بھاؤ) بڑھ گئے ہیں تو اس نے کہا کہ انھیں تقویٰ کے ساتھ کم کرلو۔ کہا جاتا ہے کہ متقی انسان کبھی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ فقہاء میں سے کسی فقیہ کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی گئی: وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ تو اس فقیہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ تو بتا دیا گیا لیکن ہم کما حقہ تقویٰ تک نہ پہنچ سکے اور یقیناً ہمیں رزق بھی عطا کیا گیا ہے لیکن ہم تقویٰ اختیار نہ کر سکے اور ہم تیسری چیز کی امید ضرور رکھتے ہیں جبکہ اللہ کا وعدہ ہے: وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا۔ "اور جو (شخص) اللہ سے ڈرے تو وہ اس سے اس کی برائیاں مٹا دیتا ہے اور اسے زیادہ سے زیادہ اجر دیتا ہے"

(الطلاق:5)

اللہ پر مکمل بھروسہ کرنا

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. "اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔" (الطلاق: 3) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لو أنكم توكلتم على الله حق توكله يرزقكم كما يرزق الطير تغدوا خماصاً وتروح بطانا۔ "اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی وہ ایسے ہی رزق دے گا جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر سیر ہو کر آتے ہیں۔"

(صحیح ابن ماجہ:4164، مسند احمد1/30، ترمذی2344)

نعمت الٰہی پر شکر بجا لانا

اللہ رب العالمین فرماتے ہیں: وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ. "اور ہم شکر ادا کرنے والوں کو اچھی جزا دیں گے۔" (آل عمران:145)

اور دوسرے مقام پر اللہ رب العالمین نے فرمایا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ "اور اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمھیں مزید دوں گا۔"

(ابراہیم:7)

حرام مال سے بچنا

حرام اور ناجائز مال کی تمام صورتوں اور شکوک سے بچنا چاہیے ان میں کوئی خیر و برکت نہیں ہوتی۔ اس مضمون پر بہت زیادہ آیات مبارکہ دلالت کرتی ہیں مثلاً: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔" (البقرہ:276)

انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ کرنا

فرمان الٰہی ہے: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ "اور تم کوئی بھی چیز خرچ کرتے ہو تو وہ اس کا عوض دیتا ہے۔" (سبا:39) حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يابن آدم أنفق أنفق عليك "اے ابن آدم! تو خرچ کر تو میں تجھ کو دیے جاؤں گا۔"

(صحیح مسلم:993، صحیح بخاری:5352)

سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مامن يوم يصبح العباد فيه الا ملكان ينزلان فيقول احدهما اللهم اعط منفقا خلفا ويقول الأخر اللهم اعط ممسكا تلفا "کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! ممسک اور بخیل کے مال کو تلف و برباد کردے۔" (صحیح بخاری:1442)

فرض نماز کی ادائیگی

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى "اور اہل و عیال کو نماز کا حکم دیجیے اور (خود بھی) اس پر قائم رہیے ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں اور (بہترین) انجام تو (اہل) تقویٰ کے لیے ہے۔" (طٰہٰ:132)

توبہ

اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ''پھر تم اسی کی طرف توبہ کرو، وہ تمھیں بہت اچھا فائدہ دے گا، ایک مقررہ وقت تک اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل بخشے گا۔'' (ھود:3)

استغفار کرنا

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا. وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ''چنانچہ میں نے کہا: تم اپنے رب سے استغفار کرو بیشک وہ بڑا ہی بخشنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمھیں مال اور بیٹوں سے بڑھائے گا اور تمھارے لیے باغ پیدا کرے گا اور نہریں جاری کرے گا۔'' (نوح:10 تا 12)

ذکر الٰہی کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ''اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا تو بلاشبہ اس کے لیے گزران تنگ ہوگا اور روز قیامت ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔'' (طٰہٰ:124)

اللہ کی شریعت پر عمل کرنا

ارشاد ربانی ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ''اور اگر یقیناً وہ تورات اور انجیل اور اپنے رب کی طرف سے نازل کی گئی (دوسری) کتابوں کے احکام پر ٹھیک ٹھیک عمل کرتے تو وہ اپنے اوپر اور اپنے پاؤں کے نیچے سے (وافر رزق) کھاتے ان میں سے ایک گروہ درمیانی راہ پر چلنے والا ہے اور ان میں سے زیادہ تر لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ برا ہے۔'' (المائدہ:66)

دعا کرنا

نبی کریم ﷺ اپنے اکثر امور میں اللہ تعالیٰ سے برکت طلب کیا کرتے تھے اور آپ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم شادی کرنے والے شخص کو یہ دعا دیں۔ بارك الله لك وبارك عليك وجمع بينكما في خير۔ ''اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت کرے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی میں جمع فرمائے۔'' (جامع ترمذی:1091) آپ ﷺ نے کھانا کھلانے والے کے حق میں ہمیں یہ دعا سکھلائی ہے: اللهم بارك لهم فيما رزقتهم واغفر لهم وارحمهم ''اے اللہ ان کے لیے اس میں برکت فرما جو تو نے ان کو رزق عطا کیا ہے اور ان پر رحم کر۔'' (صحیح مسلم:2042)

مال لینے میں حرص اور لالچ نہ کرنا

نبی کریم ﷺ نے سیدنا حکیم بن حزام ؓ سے فرمایا: یاحکیم ان هذا المال خضرة حلوة فمن أخذه بسخاوة نفس بورك له فيه ومن اخذه باشراف نفس لم يبارك فيه وكان كالذي ياكل ولا يشبع ''اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور بہت ہی شیریں ہے پس جو شخص اسے اپنے دل کو غنی رکھ کر لے (یا بغیر مانگے لے) تو اس کی دولت میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں برکت نہیں ڈالی جاتی اس کا حال اس شخص جیسا ہوتا ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔'' (صحیح بخاری:1472 صحیح مسلم:1035)

خرید و فروخت کے معاملات میں سچ بولنا

امام کائنات ﷺ نے فرمایا: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وان كتما وكذبا محقت بركة بيعهما ''خریدنے اور بیچنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ الگ نہ ہو جائیں انھیں اختیار باقی رہتا ہے، اب اگر دونوں نے سچائی اختیار کی اور ہر بات صاف اور واضح بیان کی تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے لیکن اگر انھوں نے کوئی بات چھپائی یا جھوٹ بولا تو خرید و فروخت میں برکت ختم کر دی جاتی ہے۔'' (صحیح بخاری)

(جاری ہے)

قرآن ایک انقلابی کتاب ہے

قرآن تیرے ہاتھ ہے کچھ کر کے دکھاؤ	بڑھے جس قدر اپنی تم طاقت کو بڑھاؤ
بن جائے جو اللہ کے قرآن کا ماہر	چل سکتا نہیں اس پہ شیطان کا داؤ
جس دل کو ہو دنیا میں سکوں کی تمنا	اس دل میں قرآن کی شمع کو جلاؤ
دہشت ہو ختم ملک میں تخریب رہے نہ	اے اہل وطن ایسا کوئی آئین بناؤ
دشمن تیرا چالاک ہے جھانسے میں نہ آنا	سر اپنا قرآن کی حرمت پہ کٹاؤ
اللہ کی رسی کو اتحاد سے پکڑو	آپس میں تفرقے ہیں جو ان کو مٹاؤ
گردن کو جھکا دو فقط اللہ کے آگے	اوہام شرک توحید کے نعروں سے بھگاؤ
قرآن پہ کامل ہے یقین اگر تمہارا	پھر تاج کسی مسلم کا تم دل نہ دکھاؤ

ہے جذبہ جہاد اگر

لڑنے کا ہے شوق تو کفار سے لڑو	مرنا تو ہے مقدر اسلام پہ مرو
سب متحد ہو جاؤ امت کے راہنماؤ	کرو خوف ایک رب کا اوروں سے مت ڈرو
لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے	بیٹے کے منہ پہ ایسا رکھ کر تھپڑ مارو
یہود نصاریٰ مشرک سب دین کے ہیں دشمن	کرنا جو کچھ ہے تو ان سے جہاد کرو
رسموں پہ ان کی چل کر عزت نہ پا سکو گے	اڑنا جو ہے تو سنت رسول پہ اڑو
غلامی کرو گے کب تک طرز ہنود کی تم	دوزخ کا ایندھن اپنے نہ پیٹ میں بھرو
اللہ نے برملا قرآن میں کہہ دیا ہے	جذبہ جہاد لے کر کفار پہ چڑھو
تاج آ کر رہے گی اک دن خدا کی نصرت	شہادت کا شوق لے کر آگے آگے بڑھو

از: قاری تاج محمد شاکر مرکزی خطیب (پتوکی) قصور

جماعتی خبریں

فکر آخرت

جماعت اہلحدیث بھوئے آصل قصور کے زیر اہتمام شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کی زیر امارت فکر آخرت کانفرنس مورخہ 28 نومبر بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد فریدیہ اہلحدیث میں منعقد ہوئی، حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پنجاب کانفرنس کے مہمان خصوصی تھے، کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام حمید اور حمد و نعت سے کیا گیا۔ بعد ازاں کانفرنس کے شرکاء سے مولانا عبداللہ نثار، قاری خالد مجاہد، قاری محمد یسین بلوچ نے خطابات کرتے ہوئے کہا کہ انسان کی دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی کا راز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر کماحقہ عمل پیرا ہونے میں ہی ہے مگر آج اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو اس نکتہ توحید سے دور اور ملک میں فرقہ وارانہ تعصب کو بڑھا کر قتل و غارت کا بازار گرم کرنا چاہتے ہیں اس لیے ہر کلمہ گو انسان کو چاہیے کہ وہ مغربی مذموم مقاصد کو بے نقاب کرنے اور وطن عزیز میں اتحاد و یکجہتی کی فضا ہموار کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔ کانفرنس حاضری اور خطابات کے اعتبار سے بہت شاندار رہی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین کی مخلصانہ کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

(منجانب: جماعت اہلحدیث بھوئے آصل، قصور)

تبلیغی رپورٹ

جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے کے زیر اہتمام فضائل صحابہ و اہل بیتؓ کے عنوان سے پروگرامز منعقد کیے گئے۔ پہلا پروگرام 22 نومبر بروز ہفتہ جامع مسجد نور الایمان اہلحدیث مریدکے میں ہوا جس میں مولانا عبدالرزاق عابد امیر جماعت اہلحدیث ضلع فیصل آباد، مولانا بلال مدنی ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث ضلع فیصل آباد، مولانا سید زاہد عزیز نائب امیر جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے اور مولانا عبدالحفیظ نائب ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے نے خطابات کیے۔ دوسرے پروگرام کا انعقاد 23 نومبر بروز اتوار جامع مسجد نمرہ اہلحدیث محلہ سلطان پارک مریدکے میں کیا گیا جس میں مفسر قرآن، مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان، مولانا عبدالحمید سلفی امیر جماعت اہلحدیث ضلع شیخوپورہ اور مولانا قاری خالد عبداللہ نے خطابات کیے۔ تیسرا پروگرام 25 نومبر بروز منگل جامع مسجد صراط مستقیم اہلحدیث ٹینکی والا بازار مریدکے میں انعقاد پذیر ہوا جس میں مولانا محمد سلیمان شاکر ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پنجاب، مولانا حافظ محمد عثمان شاکر آف گوجرانوالہ، مولانا محمد یسین امیر جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے نے خطابات کیے۔ یہ تمام پروگرام خطابات اور حاضری کے لحاظ سے الحمد للہ کامیاب رہے ہیں۔

سیرت رہبر اعظم ﷺ کانفرنس

11 ربیع الاول 3 جنوری بروز ہفتہ بعد نماز عشاء مریدکے میں عظیم الشان سیرت رہبر اعظم ﷺ کانفرنس منعقد ہوگی جس میں جماعت اہلحدیث پاکستان کے جید علمائے کرام و قائدین خطابات فرمائیں گے۔ نیز تفصیلی اشتہار کا انتظار فرمائیں۔

(منجانب: میاں عبدالقدیر ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے)

ضرورت رشتہ

(1) لڑکا عمر 27 سال ذاتی کاروبار فرنیچر کا تعلیم میٹرک نماز روزے کا پابند اور لڑکی عمر 25 سال تعلیم میٹرک فاضل درس نظامی قوم انصاری کے لیے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ خواہش مند حضرات درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

(2) لڑکا تعلیم ایف اے اور کمپیوٹر ڈرافٹنگ کورس عمر 30 سال اور لڑکی تعلیم بی اے عمر 28 سال قوم آرائیں کاموکی شہر کے لیے برسرروزگار رشتہ درکار ہے۔ (3) دوسری شادی کے خواہش مند بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

(رابطہ نمبر: 0306-4749642)

اولاد نرینہ کی دعا!

جماعتی ساتھی حافظ غلام مرتضیٰ بھائی (مدینہ بیکری والے) جو کہ 6 سال سے رشتہ ازدواج سے منسلک ہیں مگر ان کے ہاں ابھی تک اولاد نہیں ہوئی تمام قارئین کرام خصوصی طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک و صالح اولاد عطا فرمائے جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکے۔ آمین

(شریک دعا: شاہد پرویز، باؤ گجر، قاری شاہد محمود عاصم)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE